قالت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ

قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ

تکملہ مجمع البحار الانوار صفحہ ۸۵

رسالہ احمدی ۸-۹-۱۰ بابت ۱۹۱۹ء

النبوۃ فی الاحادیث

از تصانیف جناب قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی سیکرٹری

انجمن احمدیہ پشاور

جسکو ماہ دسمبر ۱۹۲۰ء

فاروق پریس قادیان میں ایم قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے طبع کرا کر فاروق منزل سے شائع کیا

تاریخ اشاعت ۳۰ جنوری ۱۹۲۱ء

بار اول ۵۰۰ اشاعت ۳۰ جنوری ۱۹۲۱ء قیمت ۶/ علاوہ محصولڈاک

۱	جماعت احمدیہ سے ضروری عرضداشت	صفحہ ۱
۲	حکم کون ہو سکتا ہے کلام اللہ یا کلام الرسول	" ۴
۳	احادیث کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب	" ۱۰
	باب اول در بارۂ دلائل انقطاع نبوت	
۴	فصل اول ۔ حضرت ہارون اور حضرت علیؓ مثیل ہارون کا تذکرہ	" ۱۳
۵	فصل دوم ۔ تیس کذاب مدعیان نبوت کا تذکرہ	" ۲۳
۶	فصل سوم ۔ سیاسی انبیاؤں اور سیاسی خلفاء کا تذکرہ	" ۲۶
۷	فصل چہارم ۔ عاقب یا پیچھے آنے والے کا تذکرہ	۲۹
۸	فصل پنجم ۔ آخری اینٹ یا کونے کے پتھر کا تذکرہ	۳۰
۹	فصل ششم ۔ سیدنا حضرت محمدؐ کے چھ خصوصیات کا تذکرہ	۳۳
۱۰	فصل ہفتم ۔ حضرت عمرؓ کی نبوت کا تذکرہ	۳۵
۱۱	فصل ہشتم ۔ آخر الانبیاء کا تذکرہ	۳۹
	باب دوم ۔ عدم انقطاع نبوت بعد حضرت خاتم النبوۃ	
۱۲	فصل اول ۔ حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہوگا ۔	۴۲
۱۳	فصل دوم ۔ اگر حضرت ابراہیم زندہ ہوتا تو نبی اللہ ہوتا	۴۵
۱۴	فصل سوم ۔ مبشرات اور منذرات یا نفس نبوت کا باقی رہنا	۴۷
۱۵	فصل چہارم ۔ اجماع امت بر انقطاع نبوت	۵۱
۱۶	فصل پنجم ۔ اقوال بعض اکابرین امت بر عدم انقطاع نبوت	۵۳
۱۷	فصل ششم ۔ مولوی محمد علی اور اسکے رفقاء کا سابق مذہب	۶۰
۱۸	التماس ضروری	
۱۹	خانصاحب مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری کا سابقہ عقیدہ	۷۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی محمد سیدنا رسولہ الکریم
والسلام علی المسیح الموعود

جماعت احمدیہ سے ضروری عرضداشت

برادران - السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

خدا تعالیٰ کی یہ سنت مستمرہ ہے کہ وہ اصلاح خلائق کے لئے انبیاء و رسل بھیجا کرتا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے اولاد آدم کیلئے آغاز ہوئی - اور مسلسل چلی آئی - اور ہر زمانہ میں لوگ اسکے مسدود اور منقطع ہونے پر کمربستہ ہوئے - مگر خدا تعالےٰ جو غالب علےٰ امرہ ہے - ہرگز لوگوں کی خواہشات کا تابع نہیں ہوسکتا - اُس نے جب چاہا اور جسکو چاہا اور جہاں چاہا نبی اور رسول مبعوث فرما دیا - لوگ نبی ما سبق پر نبوت اور رسالت کے انقطاع پر زور دیتے ہی رہے - اور رکھتے ہی رہے

کرلو۔ ن یبعث اللہ احداً یا لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انکی مرغوبات کی پرواہ نکی۔ اور اپنا کام جاری ہی رکھا۔ چنانچہ جب امت محمدیہ کے اکثر افراد نے پہلی اقوام کے نقش قدم پر قدم رکھا۔ اور باب نبوت کو حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلعم پر مطلق مسدود قرار دیا۔ تو خدا تعالیٰ کی غیرت نے پھر جوش مارا۔ اور اپنی قدیمی سنت سے عین ضرورت کے وقت کام لیکر سیدنا حضرت احمد موعود علیہ السلام کو مسیح موعود اور نبی اللہ کر کے اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور حکم دیدیا۔ کہ لوگوں میں اعلان کردے۔ کہ ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (البشریٰ جلد دوم ص۵۶) اور ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (البشریٰ جلد دوم ص۵۶) مگر لوگوں نے حسب عادت قدیمہ انقطاع نبوت پر بحث چھیڑ دی۔ لیکن جب دیکھا گیا تو ان کے ہاتھ میں کوئی سلطان اور برہان منجانب اللہ موجود نہ تھا۔ سوائے لفاظی اور صرفی اور نحوی اور منطقی کج بحثیوں کے۔ حالانکہ ان کے مقابل پر خدا کے فضل سے اول کتاب اللہ قرآن حمید میں سے ثبوت پیش کئے کہ نبوت ہرگز منقطع نہیں اور وہ ثبوت مدلل النبوۃ فی القرآن[1] کے ہر دو حصص میں موجود ہیں۔ جسکو تحقیق مطلوب ہو قادیان سے منگوا کر دیکھ لے اس میں اس قوم کے واسطے زیادہ تر ہدایت ہے۔ جو کلام اللہ کو سب سے مقدم جانتی ہے۔ یا امور مہمہ دینیہ کو قرآن کریم سے حل کرنا فضل اور انسب جانتی ہے۔ ہاں جو لوگ یہود کیطرح کتاب اللہ کو پس پشت ڈالکر احادیث انبیاء اور روایات اور اقوال الصلحاء پر اور انکے تاویلات اور تشریحات پر زور دیا کرتے ہیں۔ تو ہمنے محض ایسے ناسپاس اور ناقدر شناس لوگوں کے خاطر یہ رسالہ تحریر کیا ہے۔ جو قرآن کریم پر احادیث اور روایات اور اقوال صالحین کو مقدم جانتے ہیں تاکہ ان کو بتادیں کہ وہ اس راہ سے بھی اپنی مدعا میں کامیاب نہیں ہیں۔ بلکہ ان لوگوں میں ہی اختلاف رہا ہے۔ اور جہاں

[1] یہ رسالہ بھی شائع ہوچکا ہے دفتر فاروق سے طلب کریں۔

احادیث میں اختلاف ہو۔ وہاں کسی ایک بات پر زور نہیں دے سکتے کہ فلاں بات حق ہے۔ جب تک کہ جسکو حق کہا جاتا ہے۔ اسکو کتاب اللہ سے حق ثابت نہ کیا جاوے۔ یعنی کلام اللہ بھی ان روایات کی بڑے زور سے کھلے لفظوں میں تصدیق اور تائید کرے نہ یہ کہ محض تاویلات اور قیاسات اور استدلالات پر ہی اسکو مبنی رکھا جاوے۔

اس رسالہ میں ہمنے اول اُن احادیث کو لیا ہے۔ جو نبوت کے منقطع اور ممتنع ہونیکے ثبوت میں منکران نبوت پیش کرتے ہیں۔ اور ان پر جرح کرکے صحیح معانی اور تشریحات بیان کردی ہیں۔ اور پھر ان احادیث کو لیا ہے جن سے نبوت کا باقی اور جائز رہنا ثابت ہے اور اسکے بعد اجماع امت کو لیا ہے۔ کہ وہ کہاں تک حجت ہے۔ اور پھر اُن بعض صالحین امت کے اقوال پیش کئے ہیں۔ جو نبوت کو بکلی مسدود نہ جانتے تھے۔ آخر میں ہمنے ایک فصل میں ان نوزائیدہ منکران نبوت کے اقوال بھی پیش کئے ہیں جو کبھی ہماری طرح نبوت اور رسالت کے جاری ہونیکے قائل تھے اور آج ان کو بعض خاص اغراض کے ماتحت نبوت کے بکلی مسدود ہونے پر زور دینا پڑا ہے۔ اور ناظرین پر فیصلہ چھوڑ دیا گیا ہے۔

اسکے بعد ہمنے ایک رسالہ النبوۃ فی الالہام[1] تحریر کیا ہے۔ اور حضرت احمدؐ موعود علیہ السلام کے الہامات اور وحی سے آپ کا دعوے نبوت اور رسالت ثابت کیا ہے۔ ایک اور رسالہ تحریر کیا ہے۔ جسکا نام احمدؐ موعود ہے۔ اور اس میں قرآن کریم سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دیا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین رسالہ ہذا سب کو مطالعہ فرما کر بعدہ اپنی کسی رائے کا اظہار کرینگے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

[1] یہ رسالہ طبع ہو گیا ہے شائقین کو دفتر فاروق سے بقیمت ۸ مل سکتا ہے۔ مینیجر فاروق

حکم کون ہو سکتا ہے

کلام اللہ یا کلام الرسول

اوّل قرآن حمید میں خود اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ فرماتا ہے کہ حکم قرآن یعنی کتاب اللہ یا کلام اللہ ہی ہو سکتا ہے۔ اور احادیث الرسول کو یہ مرتبہ قرآن کریم نے نہیں دیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ حیّ عالم الغیب ہے۔ اور عالم الکل ہے اور کوئی نبی اور رسول خواہ کتنا ہی بڑا اور عظیم الشان انسان کیوں نہ ہو۔ تاہم اسکی ذاتی حیثیت ما انا الا بشرٌ مثلکم سے بڑھکر نہیں ہے۔ نبی اور رسول بہرحال بشر ہی ہے۔ اور خدا ہی کے صفات سے متصف نہیں ہوتا۔ اور نہ بشر خدا ہو سکتا ہے۔ بیشک انبیاء اور رسل کو علم غیب دیا جاتا ہے۔ بذریعہ وحی اور الہام مگر صرف اتنا ہی جتنا کہ اس وحی اور الہام میں موجود ہوتا ہے۔ جیسا کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (سورۃ آل عمران۔ آیت ۱۷۹) اور عالم الغیب ولا یظھر علی غیبہٖ احدًا الا من ارتضی من رسول (سورۃ جن آیت ۲۷-۲۸) سے ظاہر ہے کہ انبیاء و رسل کو غیب مصفّٰی پر خود خدا تعالیٰ ہی بذریعہ وحی مطلع کرتا ہے۔ مگر علاوہ از وحی اور الہام انکو کہا جاتا ہے کہ قل لا اعلم الغیب (سورۃ الانعام آیت ۵۰) یعنی صاف اعلان کردو کہ ہم کو علم غیب پر سوائے وحی کوئی اقتدار حاصل نہیں بلکہ وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر (سورۃ اعراف آیت ۱۸۹) یعنی اگر ہمکو علم غیب پر کامل اقتدار حاصل ہوتا۔

ماسوائے از وحی تو ہم سے جو خیر وخوبی کی بات باقی رہی ہو اور نظر سے پوشیدہ ہو۔ یا علم سے باہر ہو۔ وہ بھی کثرت سے کر لیتے تاکہ وہ بھی باقی نہ رہتی یعنی الخیر کو خوب جمع کرتے۔ مگر کیا کریں کہ ان اتبع الا ما یوحیٰ الیَّ (سورۃ انعام) کے بموجب ہم صرف وحی الٰہی کے پابند ہیں۔ نہ کسی اور چیز کے۔ اور وحی الٰہی کا سرچشمہ علم غیب ہے۔ پس اسقدر آیات قرآنیہ سے ثابت ہے کہ خود انبیاء رسل سوائے وحی الٰہی جو کتاب اللہ یا کلام اللہ کہلاتی ہے۔ کسی اور چیز کے پابند نہیں۔ پس امت محمدیہ کا کوئی فرد جو کلام اللہ کو حکم قرار نہ دے۔ اسکو خدا تعالےٰ یوں الٰہی فرمان سناتا ہے۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (سورۃ مائدہ آیت ۴۹) وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۃ مائدہ آیت ۵۰) وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ مائدہ آیت ۵۲) یعنی جو شخص کلام اللہ یا وحی خدا کو حکم نہیں مقرر کرتا۔ جو خدا کے جانب سے نازل ہوا ہے۔ پس ایسا شخص کافر ہے۔ ظالم ہے۔ اور فاسق ہے۔ اور یہ خود سید ناحضرت محمد رسول اللہ صلعم کو حکم ہوتا ہے۔ کہ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (آیت ۵۳) یعنی امت محمدیہ اور دوسرے فریقوں میں وحی الٰہی اور کلام اللہ ہی کو حکم قرار دیکر فیصلے دے۔ اور اسکے سوا۔ جو تفاسیر اور احادیث الرسل اور اقوال علماء اور اجتہادات مجتہدین ہیں انکی ہرگز اتباع مت کرو۔ کیونکہ وہ کلام البشر ہی ہیں۔ جو لوگ قرآن کریم یا کتاب اللہ یا کلام اللہ یا وحی خدا کے بالمقابل یا اسپر حکم اور قاضی احادیث نبوی کو پیش کرتے ہیں۔ جو بہرحال کلام البشر سے بڑھکر درجہ اور مرتبہ ہرگز نہیں رکھتا۔ کیونکہ اسکا فرمانیوالا آخر ما انا الا بشر مثلکم کا ہی اعلان کرنیوالا ہے۔ پس انکو خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وحی خدا اور کلام اللہ کو چھوڑ کر اس بشر کے کلام کو جو مثلکم کے بموجب تمہارے جیسا بشر ہی ہے۔ کیوں حکم اور عدل اور قاضی بر وحی خدا

مانتے ہو۔ جیسا کہ فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یومنون (سورۃ جاثیہ آیت) اور فبای حدیث بعدہ یومنون (سورۃ المرسلات آیت) سے ظاہر ہے۔

دوم (۱) سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے خود یہی تعلیم دی۔ خیرکم من تعلم القرآن و علمہ رواہ بخاری (مشکوۃ باب فضائل القرآن) یعنی امت محمدیہ میں سے بہتر شخص وہی ہے جو کلام اللہ کا علم حاصل کرے اور اسکی تعلیم لوگوں کو دے۔ نہ احادیث الرسول کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بلغوا عنی ولو آیۃ (بخاری مشکوۃ باب العلم) یعنی میری طرف سے جب لوگوں کو کوئی بات پہنچانا ہو۔ تو وہ کلام اللہ ہی ہو۔ اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ مگر یہہ نہ فرمایا کہ لوگوں کو میری احادیث پڑھاؤ۔ سکھاؤ یا سناؤ۔ اور پہونچاؤ۔ پھر آپ نے صاف الفاظ میں ان اصحاب کو جو آپکی احادیث اور اقوال لکھوایا کرتے تھے منع فرمایا۔ کہ لا تکتبو عنی اشیاء غیر القرآن یعنی مجھہ سے بطور یادگار سوائے کلام اللہ کوئی دوسری بات لکھکر مت رکھو۔ اس حکم کو سنکر حضرت ابوبکر صدیق جس نے بعض احادیث لکھوا رکھے تھے جلا دئے۔

(۲) جب حضرت امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق اعظم نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ سے عرض کی کہ یہود ہمکو اپنے انبیاء کی احادیث سناتے ہیں۔ اور وہ ہمکو بہت عمدہ لگتی ہیں۔ کیا آپ ہمارے حق میں مفید خیال کرتے ہیں۔ کہ آپ کے احادیث میں سے بعض کو لکھہ لیا کریں۔ تو آپ نے کیا عمدہ جواب دیا۔ کہ کیا تم بھی حیران و محتاج ہو چکے ہو جیسا کہ یہود اور نصاریٰ حیرت زدہ اور محتاج ہیں۔ حالانکہ میں تمہارے واسطے شریعت بیضا لا چکا ہوں۔ (جو کتاب یا کلام اللہ ہے) (دیکھو مشکوۃ شریف حضرت جابر کی روایت) دیکھو حضرت خلیفۃ الرسول اول نے احادیث تحریر شدہ کو پھاڑ کر جلا ڈالا۔ اور حضرت خلیفۃ الرسول ثانی کو تحریر کرنے سے

صاف منع کردیا اور کیسا صاف فرمایا کہ کلام اللہ کافی ہے ۔ جو میں لایا ہوں

(۳) اسکے بعد حضرت عمر علیہ السلام کا ساری زندگی میں حسبنا کتاب اللہ ہی مذہب رہا۔ اور اہل تشیع کو یہی گلہ و شکایت ہے۔ مگر لاحاصل اور بے سود جبکہ قرآن خود حضرت عمرؓ کا موید اور مصدق ہوکر تشیع کو کہتا ہے۔ کہ اولم یکفہم آیا ان لوگوں کے واسطے کتاب اللہ یا کلام اللہ کافی نہیں۔ ہمارا جواب تو یہی ہے جو ہر مومن کا ہونا چاہیے۔ کہ حسبنا کتاب اللہ جس کا جی چاہے انکار کردے کہ اسکے واسطے کلام اللہ کافی نہیں۔

(۴) سیدنا حضرت محمد رسول اللہ کلام اللہ اور کلام الرسول میں فیصلہ سناتے ہیں۔ کہ کلامی لاینسخ کلام اللہ وکلام اللہ ینسخ کلامی وکلام اللہ ینسخ بعضہ بعضاً (مشکوۃ باب الاعتصام بکتاب والسنتہ) یعنی میرا کلام اللہ تعالیٰ کے کلام کو منسوخ یا رد نہیں کرسکتا۔ اور اسکو ہرگز یہہ حق حاصل نہیں۔ ہاں خدا کا کلام میرے کلام کو رد کرسکتا ہے اور اسکو یہ حق حاصل ہے۔ نیز خدا تعالیٰ کا ایک کلام اپنے کسی ماسبق دوسرے کلام کو جو مختص الزماں اور مختص القوم ہو منسوخ کرسکتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کو اپنی کلام اور افعال میں کامل آزادی حاصل ہے۔ یاد رکھو حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے کیا صاف طور پر فرمادیا کہ کلام اللہ کو میرا کلام (جو کلامی کا ترجمہ ہے اور جس سے مراد احادیث الرسول ہیں) ہرگز منسوخ نہیں کرسکتا۔ اور نہ بدل سکتا ہے۔ اور نہ ٹال سکتا ہے یا بالفاظ دیگر اس پر قاضی نہیں ہو سکتا۔ پھر غور کرو یہاں کلامی کہکر اس کلام الرسول یا حدیث نبوی کا ذکر کیا ہے جس کے بارے میں ہمیں قطعی اور یقینی علم حاصل ہو۔ کہ یہہ لفظی اور معنوی دونوں طرح پر آنحضرت صلعم کی دہن مبارک سے ہمکو پہونچا ہے۔ مگر جو احادیث اسوقت ہمارے سامنے موجود ہیں۔ انہیں باقی کتب حدیث کا تو ذکر جانے دو خود صحاح ستہ

بلکہ بخاری اور مسلم کو بھی یہ حق حاصل نہیں۔ کہ کامل وثوق سے اسکے بارہ مین کوئی شخص حلفیہ کہہ سکے۔ کہ اسکے الفاظ یا اسکے منشا وہی ہے جو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ کے دہن مبارک سے نکلے یا آپ کا مدعا تھا۔ بلکہ محض ظن غالب اور گمان پختہ کرکے انکو چند اصول خود تراشیدہ کے بنا پر صحیح قرار دیا گیا ہے۔ جو اسکے خلاف قائل ہیں ثبوت انکے گردن پر ہے ✣

کلام الرسول سے مراد ہر نبی اور رسول کا کلام یا کلمات یا احادیث ہین جو بطور تفسیر وتشریح وحی یا عام گفت گو مسائل وغیرہ فرماوین اور کلام اللہ سے مراد وہ وحی خداوندی ہے جو کسی نبی اور رسول پر نازل شدہ ہو۔ خواہ وہ رسول اور نبی حضرت آدمؑ ہو یا حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ ویحییٰؑ ہو یا حضرت محمد رسول اللہ یا حضرت احمدؑ موعود جو قطعی اور یقینی ہوتا ہے۔ پس نبی کا کلام کسی کلام اللہ کو منسوخ یا ردّ نہیں کر سکتا۔ اور نہ اسکو ٹال سکتا ہے اور نہ اسپر حکم اور قاضی ہو سکتا ہے۔ یا یوں کہو کہ کوئی حدیث نبوی خواہ بخاری کی ہو یا مسلم کی حضرت مسیح موعودؑ نبی اللہ کی وحی کو نہ منسوخ کر سکتی ہے۔ اور نہ اسپر حکم اور قاضی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ بہرحال وہ کلام بشریہ کلام خدا ہے کیونکہ اس کا مرتبہ ظن کا ہے۔ اور اسکا مرتبہ یقین کا ہے۔ اور ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔

(۵) حضرت رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ ان احادیثنا ینسخ بعضھا بعضاً (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ) یعنی ہماری ایک حدیث دوسری حدیث کو منسوخ کر سکتی ہے۔ یعنی اگر ہم آج ایک بات کہدین اور کل مزید علم اور معرفت کے ماتحت کوئی اور بات معلوم ہو جاوے جس سے آج کی بات غلط قرار پائے۔ تو بلا خوف وخطر آج کی بات کو کل کی بات یا پہلی بات کو پچھلی بات رد کر سکتی ہے۔ یا بدل سکتی ہے۔ کیونکہ ہر انسان کو علم اور معرفت بتدریج حاصل ہوتا ہے۔ اور انبیاء و رسل بھی اس قانون سے

مستثنٰے نہیں۔ اور یہاں سے یہ امر بھی صاف ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود بھی دوسرے انبیاء کی طرح اپنی کسی پہلی بات کو کسی پچھلی بات سے منسوخ کر سکتے ہیں یا بدل سکتے ہیں یا باہم دونوں باتوں میں اختلاف اور تناقض پاکر ایسا کر سکتے ہیں۔ بہرحال پچھلی بات کو پہلی بات پر فوقیت حاصل ہے، کیونکہ وہ بذریعہ علم اور معرفت کے ماتحت ہے۔

۲۔ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ فرماتے ہیں کہ یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم۔ یعنی آخر زمانہ میں بہت سارے دجال جھوٹ بولنے والے تمہارے سامنے احادیث پیش کرینگے۔ جو نہ تمنے سنے ہونگے۔ اور نہ تمہارے اباء نے سنے ہونگے۔ ہوشیار رہو کہ وہ تمکو ہلاک نہ کر دیں۔ اور فتنوں میں مبتلاء نہ کر دیں۔ پس اسقدر پر زور نصیحت کے ہوتے ہوئے احادیث پر مدار فیصلہ امور مہمہ دینیہ اور اصول اسلام کا رکھنا کسقدر غلطی ہے۔

سوم۔ حضرت مسیح موعود نے ہمکو جو تعلیم دی وہ یہہ ہے کہ

۱۔ اگر نہایت ہی نرمی کریں تو ان حدیثوں کو ظن کا مرتبہ دے سکتے ہیں۔ اور یہی محدثین کا مذہب ہے۔ اور ظن وہ ہے جس کے ساتھ تکذیب کا احتمال لگا ہوا ہے۔ ایمان کی بنیاد صرف ظن پر رکھنا اور خدا کے قطعی اور یقینی کلام کو پس پشت ڈالدینا کونسی عقلمندی اور ایمان داری ہے۔"
اعجاز احمدی ص۲۸

۲۔ اس لئے مناسب ہے کہ حدیث کے لئے قرآن کو نہ چھوڑا جائے ورنہ ایمان ہاتھ سے جائیگا۔ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ اعجاز احمدی ص۲۸

۳۔ علاوہ ازیں ان حدیثوں کے درمیان اسقدر تناقض ہے کہ اگر ایک حدیث کے برخلاف دوسری حدیث تلاش کرو تو فی الفور مل جاویگی۔ پس اس سے

قرآن کے بینات کو چھوڑنا اور ایسی متناقض حدیثوں کے لئے ایمان ضائع کرنا کسی ابلہ[1] کا کام ہے نہ عقلمند کا۔ اعجاز احمدی صفحہ ۲۷-۲۸

۴۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ پھر اگر حکم (یعنی حضرت مسیح موعود) کا فیصلہ ہی نہ مانا جاوے تو پھر وہ حکم کس چیز کا۔ اعجاز احمدی صفحہ ۲۵

احادیث کے بارہ میں حضرت مسیح موعود کا مذہب

حضرت صاحب الحق بحث لدہانہ جلد اول صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں۔

۱۔ ہمارا یہ مذہب ہرگز ایسا نہیں ہے۔ کہ روایت کے رو سے بھی حدیث کو وہ مرتبہ یقینی دیں جیسا ہم قرآن کریم کا مرتبہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حدیثیں غایت کار ظنی ہیں۔

۲۔ تمام مسلمانوں کا یہی مذہب ہے۔ اکثر احادیث مفید ظن ہین والظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ مثلاً اگر کوئی شخص اس قسم کی قسم کہائے کہ اس حدیث کے تمام الفاظ نبی صلعم کی طرف سے ہیں۔ اور تمام وحی الہٰی سے ہیں۔ تو اس قسم کے کہانے میں وہ جھوٹا ہوگا۔ صفحہ ۱۳

۳۔ ہمارا ایمان ہے کہ ظنی طور پر بخاری اور مسلم کی حدیثیں بڑے اہتمام سے

---

[1] مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نوٹ کریں جو امر نبوت میں قرآن کریم کو چھوڑ کر احادیث ظنیہ پر النبوۃ فی الاسلام کا بھاری تیہر رکھے ہوئے ہیں اور نیز سید احسن صاحب امروہی بھی نوٹ کریں۔ جو ضعیف سے ضعیف حدیث ظنیہ کیواسطے بھی کلام خدا منزل بر مسیح موعود کو کتاب اللہ وراء ظہور ہم کرنیکو طیار ہی۔ اور اپنے ایمان کے ضایع ہونے کا فکر کریں۔ فتدبر

لکھی گئی ہیں۔ اور غالباً اکثر ان میں سے صحیح ہونگی لیکن کیونکر ہم اسبات پر حلف اٹھا سکتے ہیں کہ بلاشبہ وہ ساری حدیثیں صحیح ہیں۔ جبکہ وہ صرف ظنی طور پر صحیح ہیں۔ نہ یقینی طور پر۔ تو پھر یقینی طور پر انکا صحیح ہونا کیونکر مان سکتے ہیں۔ صـ۱۲

۴۔ الغرض میرا مذہب یہی ہے کہ بخاری اور مسلم کی حدیثیں ظنی طور پر صحیح ہین۔ صـ۱۲۔

۵۔ آخر بخاری اور مسلم پر وحی تو نازل نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ جس طریق سے انہوں نے حدیثوں کو جمع کیا ہے۔ اس طریق پر نظر ڈالنے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ طریق ظنی ہے۔ اور انکی نسبت یقین کا ادعاء کرنا ادعائے باطل ہے"۔ صـ۱۳

۶"میں نے سنا ہے کہ بعض تم میں سے بکلی حدیث کو نہیں مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہیں۔ تو سخت غلطی کرتے ہیں۔ میں نے یہ تعلیم نہیں دی"

کشتی نوح۔ صـ۲۳-۲۴

۷۔ "ہاں تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے۔ کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھولکر بیان کرتی ہیں۔ اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے"

کشتی نوح صـ۵۸

حضرت صاحب نے یہاں احادیث کو اس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں دیا کہ وہ تاریخی۔ اخلاقی اور امور فقہ کو کھولکر بیان کرتی ہیں اور بس۔

۸۔ حضرت صاحب کلام اللہ اور کلام الرسول کے باہمی نسبت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ۔

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

پس کوئی حدیث جو کلام البشر ہے۔ حضرت صاحب کے وحی اور الہام کو جو

کلام خدا ہے ردّ نہیں کرسکتی اور نہ اسپر حکم اور قاضی ہو سکتی ہے۔

ہمارے مدعا کا خلاصہ یہ ہے

کہ

۱۔ آیا سلسلہ نبوت یا قانون مستمرہ بعثت رسل سیدنا حضرت محمد رسول اللہ پر منقطع ہوچکا ہے یا نہ۔

۲۔ آیا وحی اور الہام کا نزول یا مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ کا دروازہ تا قیامت کہلا ہے یا نہ۔

۳۔ آیا حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نزول بعد از آنحضرت صلعم ہوسکتا ہے یا نہ۔ یا ہمچو قسمے عظیم الشان مسائل دینیہ میں صرف کلام اللہ اور کتاب اللہ قطعی اور یقینی حجت ہوسکتا ہے۔ اور احادیث ارسول چونکہ مرتبہ ظن پر ہیں اور روایتہ و درایتہً مقام یقین پر نہیں حجت نہیں ہوسکتی۔

ہمنے صرف کلام اللہ سے امور متذکرہ بالا پر بحث کرکے ثابت کیا ہے کہ نبوت اور رسالت کا قانون مستمرہ تا قیامت جاری ہے۔ اور باب مکالمہ اور مخاطبہ تا بقاء نسل انسانی کہلا ہے۔ اور نزول جبرائیل کا ہونا تا قیامت ممکن ہے۔ اور النبوۃ فی القرآن میں یہ ثبوت کافی سے زیادہ دیا گیا ہے۔ لہذا اسکا جواب اور ردّ بہی ہم کلام اللہ سے چاہتے ہیں۔ مگر ہمارے بالمقابل منکران نبوت اپنا تمام دارمدار احادیث پر رکہتے ہیں۔ مگر ہمارا مطالبہ ان سے یہی ہے۔ کہ اول جو بات کلام اللہ سے ثابت ہو اسکی تردید بہی وہاں سے کرنی چاہیئے۔ اسکو احادیث رد نہیں کرسکتی ہیں۔ اور دوم احادیث جس حد تک حجت ہیں اور جوانکی حالت ہے۔ وہ ہم قرآن اور خود احادیث اور پہر حضرت صاحب کے تحریرات سے ثابت کرآئے ہیں۔ کہ ایک ظنی چیز ہیں۔ جنکو ان امور میں حجت ہونیکا کوئی استحقاق حاصل

نہیں۔ اور جوان کو پیش کرتا ہے۔ گو اسکے ہاتھ میں کلام اللہ سے کوئی حجت اور سلطان نہیں تاہم ہمنے اسکے پیش کردہ احادیث کا جواب اس کتاب میں دیا ہے۔ اور ساتھ ہی بتا دیا ہے کہ احادیث سے جو نتیجہ انہوں نے نکالا ہے۔ وہ درست نہیں کیونکہ اگرچہ ہم اسبات کے ہرگز محتاج نہیں کہ ان امور زیر بحث کو احادیث سے ثابت کریں۔ خود قرآن کریم میں منکرین کی تائید ذکر موجود نہونا ہی کافی دلیل ہے۔ تاہم ہمنے انکے خاطر انہی کے عقیدہ بموجب النبوۃ فی الاحادیث والاقوال الصلحاء تحریر کردی ہے۔ اور اس خیال کو مدنظر رکھکر یہہ کتاب مطالعہ کریں والسّلام۔

باب اول

دربارۂ دلائل انقطاع نبوۃ

فصل اول

حضرت ہارون اور حضرت علی مثیل ہارون کا تذکرہ

حدیث نبوی۔ قال رسول اللہ صلعم لعلی ابن ابو طالبؓ۔ انت منی بمنزلۃ هارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ مرواہ ابوداؤد۔ والترمذی۔ مشکوۃ باب الفتن۔

ترجمہ۔ سیدنا حضرت محمد صلعم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ تیری مجھ سے وہ مناسبت ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ ہاں آگاہ رہو کہ میرے بعد نبی نہیں۔

غیر احمدیوں کا استدلال - اگر آنحضرت صلعم کے بعد کسی اور شخص نے نبی ہونا تھا - اور باب نبوت کھلا تھا - تو بایدکہ حضرت علی علیہ السلام نبی ہوسکتے مگر جب کہ آنحضرت کا چچازاد بھائی - صحابی - داماد اور خلیفہ رابع نبی نہیں ہوسکے تو بھلا اور کسی نے کب نبی ہونا ہے - لہذا باب نبوت تا قیامت مسدود ہے

اس حدیث کے فرمانیکی اصل وجہ - اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ حدیث کس غرض سے بیان کی گئی ہے - آیا اصل باعث اس حدیث کے بیان کرنیکی صرف باب نبوت کے مسدود ہونے کی خبر دینی ہی تھی یا کوئی اور - اور صرف یہ امر اس سے لطور استدلال لیا جا رہا ہے تو اس امر کی تحقیق کے واسطے دور جانیکی ضرورت ہی نہیں - خود الفاظ حدیث ہی بتاتے ہیں - کہ اصل باعث باب نبوت کو مسدود بیان کرنا نہیں بلکہ حضرت علیؑ کو حضرت ہارون کا مثیل اور اپنے ذات کو حضرت موسیٰ کا مثیل بیان کرنا ہے کسی خاص مناسبت کی غرض سے - اور وہ مناسبت یہ ہے - کہ آنحضرت غزوۃ تبوک کو جاتے وقت اہل مدینہ پر حضرت علیؑ کو لطور امیر اہل مدینہ اور خلیفۃ الرسول پیچھے چھوڑنے لگے - حضرت علیؑ بجائے مدینہ میں رہنے کے غزوۃ میں شامل ہونیکے خواہشمند تھے - اس لئے آپنے یہ حدیث فرمائی - اور بتایا کہ جب حضرت موسیٰؑ کوہ طور پر جانے لگے - تو حضرت ہارونؑ کو اپنے بعد امت موسویہ کے کیمپ پر لطور امیر اور خلیفۃ الرسول چھوڑ گئے تھے پس آج کے دن اس واقعہ میں میرے تمہارے وہی مناسبت ہے مگر یہ تشبیہ[1] تام ہی نہ خیال کرلی جائے - چونکہ حضرت ہارونؑ نبی تھے لہذا مَیں نبی بنگئے

[1] تشبیہ تام - تمام امور میں، سواسطے ہی نہیں ہوسکتی - کہ ۱ - حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ باہم بھائی تھے - مگر حضرت محمدؐ اور حضرت علیؑ چچازاد بھائی تھے - ۲ - حضرت موسیٰؑ سے حضرت ہارون بڑا تھا بلحاظ عمر مگر یہاں حضرت مثیل موسیٰؑ یا سیدنا محمدؐ حضرت مثیل ہارونؑ یا سیدنا حضرت علیؑ سے بڑے ہیں - ۳ - حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کی ساتھ شریک فی النبوۃ تھے مگر حضرت علیؑ حضرت محمدؐ رسول اللہ کے ساتھ شریک فی النبوۃ نہیں - ۱۲ -

نبی ہوں - یا دوسرے لوگ خیال کریں کہ حضرت علی بھی نبی ہیں - ہاں آگاہ رہیں کہ آپ نبی نہیں - یا سیرے معیت میں دوسرا نبی نہیں - یا میرے ساتھہ کوئی شریک فی النبوۃ نہیں - پس پہلے معنی لا نبی بعدی کے صحیح ہو سکتے ہیں کہ میرے ساتھہ کوئی شریک فی النبوۃ نہیں - یعنی لا نبی بعدي اي لا نبي امعي شریك في النبوۃ - جس سے مقصد صرف اسقدر تہا کہ حضرت ہارون اور حضرت علی میں باہم مناسبت اور مشابہت ہے - مگر حضرت ہارون نبی تہا،

لہ - حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب خدا تعالےٰ نے نبی اور رسول مقرر فرمایا - تو آپ نے بارگاہ خداوندی میں ایک عرض کی - رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝ هَارُونَ أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ سورہ طٰہٰ یعنی اے میرے رب میرے سینہ کو کہولدے اور میرے اس امر نبوت کو میرے لئے آسان فرمادے اور میری زبان کی گرہ کہول دے - تاکہ لوگ میرے مدعا کو سمجھ سکیں - اور میرے لئے میرے خاندان میں سے وزیر یا ہاتہہ بٹانیوالا - یا بار نبوت کو برداشت کرنیوالا ہو - مقرر فرما - وہ میرا بہائی ہارون ہو - اور اسکے ذریعہ میرے قوت بازو مضبوط کر - اور اسکو میری امر نبوت میں شریک فرما گویا حضرت موسیٰ نے خود اپنے آپکو اپنی مشن کو چلانیکے قابل نہ پاکر حضرت ہارون کو بطور وزیر نبی اور شریک فی النبوۃ مانگا ہے - مگر حضرت محمد رسول اللہ کو ایسی ضرورت لاحق نہ تہی - کیونکہ آپکو خود خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ الم نشرح لك صدرك ووضعنا عنك وزرك یعنی خود میں نے تیرا شرح صدر کیا - اور تیرے بار کو تجہہ سے اٹہایا - یا میں خود تیرا وزیر ہوا - پس آپکو کسی وزیر نبی کی اور شریک فی النبوۃ کی ضرورت نہ تہی - اسی سبب سے لا نبی بعدی کہکر اس وہم کا ازالہ کردیا کہ میرے ساتہہ کوئی شریک فی النبوۃ نہیں گویا حضرت موسیٰ سے اس پہلو میں ہی حضرت مثیل موسیٰ افضل تہے - حضرت موسےٰ کے مدعا کو حضرت ہارون فصاحت سے ادا کرتا - اور حضرت مثیل موسیٰ خود فصاحت سے اس امر کو ادا کرتے - ۱۲ - منہ -

اور حضرت علی نبی نہ تھے۔ اور بس۔ دوسرے معنے لانبی بعدی کے یہ ہیں۔ میرے بعد متصل زمانہ میں نبی کی ضرورت نہیں۔ وہ اسطرح پر کہ لفظ بعد عربی زبان میں زمانہ متصل کے واسطے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور زمانہ منفصل کیواسطے بھی اور اس حدیث میں زمانہ متصل کیواسطے ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ اور قران کریم میں اسکی کئی مثالیں ہیں۔ مثلاً

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گوسالہ پرستی پر اپنے قوم کے مجرموں کو کہتے ہیں۔ بئسما خلفتمونی من بعدی۔ سورۃ اعراف

۲۔ خدا تعالے حضرت موسیٰ کی امت کو فرماتا ہے۔ او واعدنا موسیٰ اربعین لیلتہ ثم اتخذ تم العجل من بعدہ۔ سورۃ بقر

۳۔ خدا تعالے حضرت موسیٰ کو قوم کی گوسالہ پرستی پر فرماتا ہے۔ لقد فتنا قومک من بعدک۔ سورۃ طٰہٰ

الغرض ان مثالوں میں خواہ من بعدی ہے یا من بعدہٖ ہے۔ یا من بعدک ہے۔ حضرت موسیٰ سے زمانہ متصل مراد ہے۔ اور یہی لانبی بعدی میں مراد ہے اور بس

تیسرے معنی لانبی بعدی کے یہ ہیں۔ میرے معیت میں دوسرا نبی نہیں۔ اور یہ اسطرح کہ بعدی معنی معی زبان عربی میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ تاج العروس جو کتب لغت میں سے ایک ہے لفظ بعد کی تحت میں یہی معنے بیان کرتا ہے اور مثال میں فمن اعتدیٰ بعد ذالک لایا ہے۔ کتب شیعہ میں ایک حدیث ہے۔ جواسی واقعہ کو ان الفاظ میں روایت کرتی ہے۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لیس معی نبی۔ دیکھو کتاب امالی یہاں "لانبی بعدی" کے مترادف الفاظ "لیس معی نبی" کے لایا ہے۔ پس آنحضرت صلعم کے معیت میں کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہ تھی اور آپ تنہا امور رسالت کیواسطے کافی تھے۔ اور بس۔

چوتھے معنے لانبی بعدی کے یہ ہوتے ہیں۔ میرے سوا یا الغیر دوسرا نبی نہیں اور وہ اسطرح پر کہ بعدی بمعنی سوا کے اور غیر ی زبان عربی میں آتا ہے —

چنانچہ قرآن کریم وغیرہ کتب میں اسکی کئی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً فماذا بعد الحق الا الضلال یعنی حق کے بعد یا سوا یا بغیر جو ہے وہ ضلالت اور ہلاکت ہے یا حضرت حسانؓ بن ثابت کہتا ہے کہ

فمن شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

یعنی تیرے بعد یا تیرے سوا یا تیرے بغیر جس جس نے مرنا ہو۔ تو مرنے دو۔ پس ہمکو تیرے مرجانیکا ڈر لاحق تھا۔

حضرت سیدنا احمدؑ مسیح موعودؑ تصدیق فرماتے ہیں کہ گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی انکے زمانہ میں ہوتے تھے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارونؑ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء[1] اس طریق سے مستثنیٰ ہیں۔ دافع البلاء ص۲۱ یہاں چند امور قابل غور ہیں۔

اول پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بہی انکے زمانہ میں ہوتے تھے۔

دوم حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت ہارونؑ انکے زمانہ میں انکے تائید کرنیوالے رسول تھے۔

سوم لیکن حضرت خاتم الانبیاء سیدنا محمدؐ کے زمانہ میں انکے ساتھ انکی تائید میں کوئی رسول نہ تہا۔

چہارم اور اسیطرح حضرت خاتم الاولیاء سیدنا غلام احمدؑ کے زمانہ میں انکی

[1] حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ انی علی مقام الختم من الولایۃ کما کان سیدی المصطفیٰ علی مقام الختم من النبوۃ وانہ خاتم الانبیاء وانا خاتم الاولیاء۔ لا ولی بعدی الا الذی منی وعلی عہدی۔ خطبہ الہامیہ ص۳۵ یعنی میں ولایت میں مقام منتہیٰ تک پہنچا ہوا ہوں جسطرح میرے سردار حضرت محمد رسول اللہ نبوت میں مقام منتہیٰ کو پہونچے تہے۔ وہ انبیاء کے خاتم تہے اور میں اولیاء کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی ولی نہ ہوگا۔ مگر وہی جو مجھ سے تعلق رکھتا ہو اور میرے عہد پر قائم ہو۔ ۱۲ منہ۔

ساتھ انکے تائید میں کوئی رسول نہو گا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے یہاں لانبی بعدی کے معنے حل فرمائے ہیں۔

پانچویں معنے لانبی بعدی کے یہ ہیں۔کہ اس شان وشوکت یا خاص صفات کا نبی میرے بعد نہو گا جیساکہ میں ہوں۔اوران معنوں میں یہ لفظ قرآن کریم اور احادیث نبوی میں کئی بار آیا ہے۔چنانچہ حضرت سلیمان کی دعامیں یہ لفظ بعد انہی معانی کے ساتھ آیا ہے۔وہ دعا یہ ہے۔رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی سورۃ صٓ یعنی اے میرے رب مجھے وہ حکومت دی جو میرے بعد (اس شان وشوکت اور خاص صفات کی حکومت کسی کو نصیب نہ ہو) دیکھو یہاں لفظ بعد اگران معنوں میں نہ لیجاوے تو اس دعا کے دوسرے معنے ہو سکتے ہی نہیں۔کیونکہ مطلق حکومت توآپ کے بعد ہزارہا بادشاہوں کو ملی اور خود بنی اسرائیل میں بھی ملی اور غیر بنی اسرائیل کو بھی ملی۔بلکہ ظاہری وسعت اور جلال میں اس سے بھی بڑھکر ملی اسیطرح سے ایک حدیث صحیح میں ہے کہ اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ و اذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ۔ (صحیح بخاری) یعنی جب خسرو پرویز کسریٰ ایران ہلاک ہو گا تو اسکے بعد دوسرا کسریٰ نہو گا۔اور جب ہرقل قیصر روم ہلاک ہو گا تواسکے بعد دوسرا قیصر روم نہو گا۔حالانکہ اگر اسیقدر معنی درست خیال کریں۔صاف خلاف واقعہ بات ہے۔کیونکہ خسرو پرویز کے بعد اسکا فرزند اور اسکا قاتل شیرویہ کسریٰ ایران ہوا۔ (۱۰ ارجمادی الثانی ۷ھ ہجری) اور جب ہرقل قیصر روم ہلاک ہوا تو اسکے بعد قیصر ہوتے رہے۔یہانتک کہ آخری قیصر روم سلطان محمدؒ ثانی کے وقت فتح قسطنطنیہ میں ہلاک ہوا۔پس درست معنی یہی ہو سکتے ہیں۔کہ جب خسرو پرویز کسریٰ ایران ہلاک ہوگا۔یا قیصر روم ہرقل ہلاک ہو گا۔تو ایران اور روم میں اس شان وشوکت یا خاص صفات کا کسرے اور قیصر نہ ہو گا۔اور یہی صحیح اور موافق واقعہ بات ہے۔علامہ خطابی نے بھی ہمارے ان معنوں

کی تائید اور تصدیق کی ہے۔ فلا قیصر بعدہ یملک مثل ما یملک دیکھو فتح الباری۔

پس جیسا کہ فلا کسریٰ بعدہ یا فلا قیصر بعدہ میں نفی مطلق غلط ہے۔ اس طرح سے لا نبی بعدی میں نفی مطلق مراد لینا قطعاً اور یقیناً غلط ہے۔

چھٹے معنی لا نبی بعدی کے یہ ہیں۔ کہ اس کمال اور عظمت کا نبی میرے بعد نہ ہوگا۔ جیسا کہ میں ہوں۔ گو اس جملہ میں لا نفی مطلق کے واسطے نہیں۔ بلکہ نفی کمال کے واسطے آیا ہے۔ جیسا کہ بعض احادیث میں لا نفی مطلق لینا بڑی غلطی ہوگی۔ صرف نفی کمال لینا ہی درست ہو سکتا ہے۔ مثلاً لا دین لمن لا عھد لہ یا لا ایمان لمن لا امانۃ لہ یا لا یسرق السارق وھو مومن یا لا یزنی زان وھو مومن یا لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب پس ان احادیث میں نفی مطلق ہرگز مراد نہیں۔ بلکہ نفی کمال مراد ہے۔ اسی طرح سے لا نبی بعدی میں نفی مطلق مراد نہیں۔ بلکہ نفی کمال مراد ہے۔ یعنی اس شان اور عظمت اور کمال کا نبی نہ ہوگا۔

ساتویں معنے لا نبی بعدی کے یہ ہیں۔ کہ میرے بعد شارع نبی نہ ہوگا۔ گویا لا نبی بعدی کے معنے ہوئے لا شارع بعدی۔ یہ معنے حضرت امام ابن عربیؒ نے فصوص الحکم۔ اور فتوحات مکیہ میں حضرت امام شعرانی نے الیواقیت والجواہر میں۔ حضرت محمد طاہر گجراتی نے مجمع البحار الانوار کے تکملہ میں۔ مولانا ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں اور مولوی عبدالحئی لکھنوی نے اپنی کتاب دافع الوسواس فی اثر ابن عباس میں۔ اور مولوی محمد قاسم صاحب دیوبندی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں بیان کئے ہیں۔ یعنی صاحب شریعت نبی نہ ہوگا۔ ہاں تابع شریعت یا غیر شارع نبی ہونگے۔ اور یہ نبوت منقطع نہیں

آٹھویں معنے لا نبی بعدی کے یہ ہیں کہ میرے بعد سیاسی نبی نہ ہوگا۔ جیسا نبی اسرائیل میں ہوئے۔ بلکہ جو نبی ہوگا وہ سیاسی حکومت نہ کرے گا۔

اور جو سیاسی حکومت کریگا وہ خلیفہ ہو گا۔ نبی نہ ہو گا۔ اور چونکہ حضرت علیؓ نے سیاسی خلیفہ رابع ہونا تھا۔ لہذا اسکے حق میں فرمایا کہ لانبی بعدی۔ یعنی میرے بعد سیاسی خلیفہ نے نبی نہیں ہونا۔

نویں معنے لانبی بعدی کے یہ ہیں۔ کہ لانبی بعدی الا الذی منی وعلی عہدی یعنی میرے بعد نبی نہیں اور جو ہو گا تو وہ مجھ سے ہو گا۔ یا اسکا مجھ سے تعلق ہو گا۔ اور وہ میرے عہد پر ہو گا۔ یہ معنے کرنے کا ہمکو اسواسطے حق حاصل ہے کہ وہ منکران نبوت کے جو ساتھ ہی حضرت مسیحؑ کے آمد ثانی کے قائل ہیں۔ اسکو نبی اللہ (رواہ مسلم) بھی یقین کرتے ہیں۔ پس بہرحال اسکی استثنا ایسی طرح کرتے ہیں کہ لانبی بعدی الا عیسیٰ ابن مریم پس اگر وہ الا عیسی ابن مریم کہہ سکتے ہیں۔ تو ہم کیوں الا الذی منی وعلی عہدی نہیں کہہ سکتے ہیں جب حضرت عیسیٰؑ کی استثنیٰ نکل آئی تو نفی مطلق نہ رہا۔ اور قاعدہ باطل ہو گیا۔

حدیث زیر بحث میں تو صحیح اور درست معنی لانبی بعدی کے اس قدر ہیں۔ کہ حضرت علیؓ مثیل ہارونؑ ہیں پر وہ نبی تھا۔ اور حضرت علیؓ نبی نہیں۔ کیونکہ حضرت ہارونؑ شریک فی النبوۃ تھا۔ یا سیاسی حکومت کرنیوالا نبی تھا۔ مگر حضرت علیؓ نہ تو شریک فی النبوۃ تھا۔ اور نہ سیاسی حکومت کرنیوالا نبی تھا۔ کیونکہ ایسا نبی آنحضرتؐ کے بعد ہونا نہ تھا۔ بلکہ سیاسی حکومت صرف خلفاء کا کام تھا جیسا کہ حضرت علیؓ خلیفہ رابع ہوئے۔

کتب شیعہ نے اگرچہ لانبی بعدی کیواسطے مترادف الفاظ میں لیس معی نبی بروایت ایک حدیث بیان کئے ہیں۔ مگر ایک دوسری حدیث میں تو اس امر کو اور بھی صاف کیا ہے۔ کہ حضرت علیؓ کو صاف کہا گیا تھا۔ انک لست نبیاً۔ چنانچہ اصل حدیث ان الفاظ میں ہے۔ الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انک لست نبیا۔ کتاب المناقب بحار الانوار جلد ۹ مطبوعہ ایران لانبی بعدی کے جسقدر معانی ہمنے بیان کئے ہیں

وہ صرف اسی قدر جملہ کے معنوں کو مد نظر رکھکر کئے ہیں ورنہ متن حدیث زیر بحث میں یہ سب معانی ہرگز چسپاں نہیں۔

ایک طرف لانبی بعدی کا قائل ہونا اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ موعود کو نبی اللہ کہکر اسکی آمد کا انتظار کرنا کیا دونوں باتیں باہم متضاد۔ اور متناقض نہیں لانبی بعدی اگر ترمذی میں ہے تو آمد حضرت عیسیٰ نبی اللہ کا ذکر صحیح مسلم میں ہے۔

جو شخص حضرت عیسیٰ کے آمد ثانی میں اسکے نبوت کا قائل نہیں۔ تو نواب مولوی صدیق حسن خاں نے حجج الکرامت فی آثار القیامت میں ص۴۳۱ پر اہل سنت کے علماء کا یہ عقیدہ تحریر فرمایا ہے کہ وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔

ومن قال بسلب نبوۃ کفر حقاً کما صرح بہ السیوطی۔ فانہ النبی لا یذھب عنہ وصف النبوۃ فی حیاتہ ولا بعد موتہ

ص۴۳۱ یعنی جو شخص یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ نزول ثانی میں نبی نہ ہوگا۔ وہ شخص درحقیقت کافر ہو چکا۔ جیسا کہ علامہ سیوطی نے تصریح کر دی ہے۔ پس وہ نبی ہے اور اس سے صفت نبوت زائل نہیں ہو سکتی۔ نہ اس کی حیات میں اور نہ اسکی وفات کے بعد۔

اب ہمارا سوال ہے ان لوگوں سے جو ایک طرف لانبی بعدی سے مطلق نفی مراد لیتے ہیں۔ اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ کو آمد ثانی میں نبی اللہ یقین کرتے ہیں۔ یہ دو متضاد اور متناقض باتیں بطور عقیدہ مانتے ہو۔

اسکا جواب ممکن ہے کہ وہ دو طرح پر دیں۔ اول یہ کہ لانبی بعدی کے بعد الا عیسیٰ بطور استثنیٰ مقدر مان لیا جاوے۔ دوم یہ کہ حضرت عیسیٰ نبی ما قبل ہیں اور لانبی بعدی میں ما بعد نبی مراد ہیں۔ سو ہم دونوں وہموں کا ازالہ بھی ساتھ ہی کر دیتے ہیں۔ بصورت جواب اول لانبی بعدی میں استثنیٰ خود حضرت سیدنا محمدؐ نے نہیں کی۔ تو تمہیں کیا حق ہے کہ تقدم علی النبی کرو۔ اور اگر تمہارے لئے ایسا کرنا جائز ہے مگر الا عیسیٰ کا جملہ مقدر خیال کر لو

توکیوں ہمکو یہ حق حاصل نہیں۔ہم الا علیٰسی کی بجائے الا الذی منی وعلی عہدی کہدیں۔جوالا علیٰسی سے زیادہ موافق قرآن تفسیر ہے۔ اور بصورت ثانی لا نبی بعدی کے بارہ یہ کہنا کہ یہاں ما بعد نبی مراد ہیں۔ اور حضرت علیٰسی نبی ماقبل ہیں۔اس لئے مستثنیٰ ہیں۔ درست نہیں کیونکہ اول تو حضرت علیٰسی ناصری ازروئے قرآن کریم واحادیث نبوی واقوال صحابہ واقوال آئمہ وعقل دوسرے رسولوں کیطرح وفات پا چکے ہیں۔حضرت علیٰسیؑ نے تو خود واپس آنا ہی نہیں دوم جب وہ سیدنا حضرت محمدؐ کے بعد آدیگا۔ تو جیسا کہ وہ کسی زمانہ میں ماقبل نبی تھا۔ اب وہ نبی مابعد ہوگا۔ اور لفظ بعدی سے خارج نہیں ہوسکتا لفظ بعدیؔ میں دونوں نبی داخل نہیں خواہ ماقبل والا نبی سیدنا حضرت محمدؐ کے مابعد آجادیگا۔ یا مابعد میں کوئی نیا نبی پیدا ہو۔ بعدی سے ہرگز خارج نہیں ہوسکتے۔ یہ عذر بھی خلاف الفاظ لا نبی بعدی ہے۔ کیونکہ تمہارے نزدیک باب نبوت مطلق مسدود ہے۔

لا نبی بعدی کے چھٹے معنوں کی تائید میں انوری شاعر کی ایک رباعی ہے

مادر گیتی نزادہ زیر چرخ چنبری
پادشاہے چوں غیاث الدین گداۓ چوں انوری
بر تو سلطانیست ختم و بر من مسکیں سخن
چوں شجاعت بر علی و بر نبی پیغمبری

اب ذرا اگر بیان میں غور کرو۔ کیا غیاث الدین کے بعد دوسرا بادشاہ نہ ہوا۔ یا انوری کے بعد دوسرا سخنور نہ ہوا۔ یا حضرت علیؓ کے بعد کوئی شجاع نہیں ہوا۔ اگر ہوئے تو حضرت محمد رسول اللہ کے بعد نبوت کیوں مطلق منقطع مانی جاوے۔ فتدبروا۔

فصل دوم

تیس کذاب مدعیان نبوت کا تذکرہ

حدیث نبوی۔ قال رسول اللہ صلعم۔ انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ رواہ ترمذی وابوداؤد۔ مشکوٰۃ باب الفتن۔

ترجمہ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں تیس ۳۰ کذاب ہونگے۔ ہر ایک کا یہ خیال ہوگا۔ کہ وہ نبی اللہ ہے۔ اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد دوسرا نبی نہیں۔

منکران نبوت کا استدلال۔ آنحضرت کی امت میں سے تیس ۳۰ کذاب مدعیان نبوت ہونگے۔ سب کا دعویٰ نبی اللہ ہونیکا ہوگا۔ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ یعنی آپکے بعد دوسرا نبی نہ ہوگا۔ لہذا باب نبوت مسدود ہے۔

احمدیوں کا جواب۔ اس حدیث میں بھی مطلق نفی نہیں۔ اور یہ اسبات کیلئے دلیل ہے۔ بلکہ اس حدیث شریف میں سے صرف دو باتیں نکلتی ہیں۔ اول یہ کہ آنحضرت صلعم کے بعد مدعی نبوت ہونگے۔ بعض ان میں سے صادق ہونگے اور بعض کاذب ہونگے۔ وہ وہی مبارک انسان ہونگے۔ جنکی تصدیق خاتم النبیین کرے۔ یعنی جن کی تصدیق نبیوں کی مہر جو آنحضرت صلعم ہیں کرے۔ مگر وہ شارع نبی نہ ہونگے۔ بلکہ غیر شارع اور تابع نبی ہونگے جو منی اور علی عہدی کے مصداق ہونگے۔ اور جو اسکے خلاف ہے وہ صادق نہ ہوگا۔ پس ضروری نہیں کہ چونکہ آنحضرت صلعم کے بعد

کذاب مدعی نبوت ہونگے۔ لہذا صادق کوئی بھی نہ ہوگا۔

دیکھو اناجیل میں بھی حضرت مسیح ناصری نے ایک طرف اپنی جماعت کو خبر دی ہے۔ میرے بعد کئی مدعی نبوت ہونگے۔ جو باوجود نشانات دکھانے کے بھی کذاب[1] ہونگے۔ اور دوسری طرف ایک مدعی صادق[2] کی آمد کی خبر بھی دی ہے۔ جو خود آنحضرت صلعم ہیں۔ اور پھر حضرت مسیح نے اپنی آمد ثانی[3] کی بھی خبر دی ہے

پس جو صورت اناجیل میں حضرت مسیح ناصری نے اپنے بعد قائم کی ہے وہی صورت آنحضرت[4] نے اپنے بعد قایم کی ہے۔ ہاں امت عیسویہ نے حضرت عیسیٰ کے بعد مدعی صادق حضرت محمدؐ رسول اللہ کو کذاب اور دجال کہا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اور کذاب مدعیوں میں شمار کیا۔ اور غیر احمدیوں نے حضرت مسیح موعود[2] کو جو مدعی صادق تھے کذاب اور دجال کہا۔ (ثم نعوذ باللہ من ذالک) نہ عیسائی صادق اور کاذب میں تمیز کر سکے اور نہ غیر احمدی مسلمانوں نے۔ دونوں نے یکساں پیشگوئیوں کے ماتحت یکساں حالات اور واقعات میں یکساں ٹھوکر کھائی اور یکساں نتیجہ بھگتا۔ العیاذ باللہ۔

---

[1] انجیل متی باب ۲۴۔ آیت ۱۱۔ ۱۲۔ مرقس باب ۱۳ آیت ۲۱۔ ۲۴ تک لوقا باب ۲۱۔ آیت ۸۔ بہت سارے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہونگے اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔

[2] یوحنا باب ۱۴۔ آیت ۱۶۔ ۱۷۔ اور ۲۵۔ ۳۰ تک اور باب ۱۶۔ آیت ۷۔ ۱۴۔

[3] متی باب ۲۴۔ آیت ۲۹۔ ۵۱۔ مرقس باب ۱۳۔ آیت ۲۴۔ ۲۷ لوقا باب ۲۱۔ آیت ۲۸۔

اچھا جواب بطور معیار صداقت - صادق اور کاذب مدعی میں شناخت کرنے کیلئے دربارہ آنحضرت صلعم بمقابلہ مدعیان کاذب عیسائیوں کے سامنے بربنائے اناجیل پیش کرسکتے ہیں - وہی ہماری طرف سے بطور جواب دربارۂ حضرت مسیح موعودؑ بمقابلہ مدعیان کاذب اپنے حق میں بربنائے احادیث کے علاوہ ازیں ہم یہ کہے بغیر نہیں سکتے کہ ایک طرف امت موسویہ ہے اور ایک طرف محمدیہ جو خیر امت ہونیکی مدعی ہے امت موسویہ میں سیدنا حضرت موسیٰ اور تورات شریف کے اتباع اور تبلیغ مشن کے واسطے بے شمار نبی اور رسول آویں - تیرہ سو سال تک یا حضرت مسیح ناصری کے ایام تک - اور دوسرے امت محمدیہ میں سیدنا محمدؐ جو خاتم النبیین ہے اور قرآن کریم جو مکمل شریعت ہے کی اتباع اور تبلیغ کے واسطے اول تو بڑھکر ہونے چاہئیں تھے - ورنہ برابر اور نہیں تو کمتر اور کم از کم ایک ہی ہی - مگر نہیں نہیں اس پہلو سے تو نفی مطلق کی صدا آرہی ہے - ہاں ماشاء اللہ اگر کسی چیز کی کثرت سے آمد کی بشارت ہے تو نبی اور رسول کے قائم مقام کذاب اور دجال آنیوالے ہیں - وہ بھی دو چار نہیں بلکہ بروایتے تیس اور بروایتے ستر تک ہونیوالے ہیں

پس جب امت موسویہ کو تیس یا ستر انبیاء اور رسل نے روحانیت کی معراج پر پہنچایا - تو خدا جانے تیس یا ستر دجالوں نے امت محمدیہ کو کہاں پہنچانا ہے - کیا ہی مبارک امت ہے اور کیا ہی مبارک وعدہ اور بشارت ہے - اور کیا ہی خوش وہ لوگ ہیں - جنکے اصلاح کیواسطے تیس دجال ہوتے ہیں - کیا اس حالت اور اس نعمت پر نازاں امت محمدیہ خیر امت کہلاسکتی ہے یا شر امت کہلائیگی - خدا کے لئے غور کرو کیا کوئی ہے جو اس بدقسمت قوم کی حالت پر غور کرکے دو چار آنسو بہائے جس کی تباہی کیواسطے تیس دجال گمیں پر نبی ایک بھی نہیں - جو انکی اصلاح

کرسکے۔

پس بگرید بر سر شان ہر کہ گریانے بود

یہ حدیث بھی نفی مطلق کے واسطے دلیل نہیں ہو سکتی اور کاذبوں کا وجود صادقوں کا مانع نہیں۔ یہاں کاذب کا وجود متحقق ہے۔ وہاں صادق کا انعدام نہیں ہو سکتے۔ ورنہ قرآن کریم کونوا مع الصادقین کی تعلیم نہ دیتا۔ پس صادقوں کا وجود بھی متحقق ہے۔ کہ ضرور ہونگے۔

فصل سوم

سیاسی انبیاؤں اور سیاسی خلفاء کا تذکرہ

حدیث نبوی۔ قال رسول اللہ صلعم۔ کانت بنواسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون الخ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق)

ترجمہ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسرائیل کی اولاد پر بعض انبیاء سیاسی حکومت کرتے تھے۔ جب کبھی ایک نبی وفات پاجاتا تو دوسرا نبی اسکے بعد ہوتا۔ اور میرے بعد (سیاسی حکومت کرنیوالا) نبی نہیں ہوگا۔ اور عنقریب خلفاء ہونگے۔ جو اُن سے بڑھ جاوینگے۔

منکران نبوت کا استدلال۔ بنی اسرائیل میں یکے بعد دیگرے نبی ہوئے مگر چونکہ حضرت محمد رسول اللہ پر نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ لہذا آپ کے بعد نبی نہ ہونگے۔ ہاں خلیفہ ہونگے۔ مگر وہ نبی نہیں کہلا سکتے۔ لہذا باب نبوت مسدود ہے۔

احمدیوں کا جواب۔ اس حدیث سے بھی مدعا زیر بحث حاصل نہیں ہو سکتی اور یہ نبوت کو منقطع ثابت کرنیکے واسطے دلیل بیان کی گئی ہے۔
اصل غرض جس کے واسطے یہ حدیث بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں بعض ایسے نبی بھی ہوئے ہیں جو سیاسی حکومت بھی کرتے تھے۔ اور نبی بھی تھے مگر میرے بعد جو لوگ سیاسی حکومت کریں گے وہ خلیفہ کہلائینگے۔ مگر وہ نبی نہ نہ ہوں گے۔ ہاں* یہ خلفاء سیاسی حکومت کرنیوالے بنی اسرائیل کے انبیاء

حاشیہ* ۔ امت موسویہ میں تین طرح پر سیاسی حکومت اور نبوت کی شکل رہی ہے اول قسم تو یہ ہے کہ بعض انبیاء صرف نبی تھے اور بادشاہ نہ تھے یعنی سیاسی حکومت نہ رکھتے تھے۔ اس قسم میں حضرت مسیح ناصری حضرت زکریا اور حضرت علیسیٰؑ داخل ہیں دوسری قسم یہ ہے کہ صرف بادشاہ سیاسی حکومت والے ہوئے اور وہ نبی نہ تھے تیسری قسم یہ ہے بعض مبارک انسان ہم نبی تھے اور ہم بادشاہ سیاسی حکومت والے۔ اور ان ہی بزرگوں میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارون اور حضرۃ یوشع بن نون اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ داخل ہیں۔ قسم اول اور دوم کا ثبوت۔ تو اول اس آیت میں ہے۔ اذ قال موسیٰ لقومہ یاقوم اذکروا نعمتہ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ سورۃ النساء۔ یعنی حضرت موسیٰ نے قوم کو کہا کہ اے میری قوم خداتعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ اس نے تم میں سے نبی بھی بنائے۔ جو بادشاہ نہ تھے اور بادشاہ بھی جو نبی نہ تھے۔ اور بعض کو دونوں خصوصیتیں عطا کیں۔ دوم اس آیت میں ہے کہ امت موسویہ نے حضرۃ موسیٰ سے بہت زمانہ بعد اپنے نبی وقت سے ایک بادشاہ سیاسی حکومت کیواسطے درخواست کی۔ اذ قال لنبی لھم ابعث لنا ملکا یعنی جب قوم نے اپنے نبی وقت سے کہا کہ ہمکو ایک بادشاہ منتخب کردے پس اگر نبی سیاسی حکومت کرتا۔ تو وہ الگ بادشاہ کے واسطے کیوں درخواست کرتے۔ یہ بھی اسبات کی دلیل ہے کہ یہ دونوں جدا جدا بھی ہوتے اور کبھی دونوں کام ایک نبی ہی کرتا۔ پس ہماری مدعا ثابت ہے۔ ۱۲ منہ

سیاسی حکومت کرنیوالوں سے تعداد میں بھی بڑھ جاویں۔ اور شوکت اور جلال میں بھی۔ ہاں لانبی بعدی میں ایسے انبیاء کی نفی کردی ہے۔ اور اسبات کی تصدیق کہ الانبیاء سے سیاسی حکومت کرنیوالے نبی مراد ہیں۔ اول تو خود لفظ ال جو الانبیاء میں ہے کرتا ہے۔ کیونکہ یہ الف لام تخصیص کا ہے اور دوسرے تصدیق اسبات کی لفظ تسوسہم کر رہا ہے۔ کہ وہ ان پر سیاسی حکومت کرتے تھے۔ اور تیسری تصدیق سیکون خلفاء کر رہا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کے بعد سیاسی حکومت کرنیوالے خلفاء بہت جلدی ہوئے۔ بلکہ بالکل متصل ہوئے۔ اور یہی سیکون میں صرف س کی مدعا تھی۔

اب اگر الانبیاء سے جمیع انبیاء بنی اسرائیل مراد لیں تو یہ بات اول تو خلاف آیات قرآنیہ ہے اور دوم واقعات صحیحہ خود اسکے خلاف ہیں کہ ہر نبی سیاسی حکومت نہ رکھتا تھا پس اس حدیث میں صرف ان انبیاء کا ذکر ہے۔ جو سیاسی حکومت بھی کرتے۔ اور لانبی بعدی محض اس غرض سے بیان کیا گیا ہے کہ ایسے نبی آنحضرت صلعم کے بعد نہ ہوں گے نہ یہ کہ مطلق نبی نہ ہوں گے۔ آخر حضرت عیسٰی نے بھی تو اسلام میں ظہور ثانی میں آنا تھا۔ پس وہ بھی سیاسی نبی نہ ہوگا۔ جیسا کہ بخاری کی حدیث یضع الحرب بلند آواز سے اسبات کی شہادت دیتی ہے۔ کہ خود حضرت مسیح موعودؑ بھی سیاسی نبی نہ ہوگا۔ اور جنگ و جدل یا دشمن کی مدافعت بذریعہ تیغ نکریگا۔ بلکہ نرمی اور اخلاق اور صلح اور آشتی سے۔ کیونکہ وہ صلح کا شہزادہ ہوگا۔

اس حدیث نے حدیث اول کو بھی جو فصل اول میں ہے واضح کردیا ہے کہ حضرت علی سیاسی خلیفہ ہوتا ہے۔ ہاں حضرت ہارون کیطرح سیاسی حکومت کرنیوالا نبی نہ ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کے بعد ایسے مبلغ

لوگ منقطع ہو چکے ہیں۔ جو دونوں کام کریں گے۔ صرف یا بادشاہ ہونگے یا نبی ہونگے۔

فرما چکے ہیں سید کونین مصطفیٰ — عیسیٰ مسیح جنگ کا کردیگا التوا
جب آویگا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا — جنگوں کے سلسلے کو وہ یکسر مٹائیگا

فصل چہارم

عاقب یا پیچھے آنیوالے کا تذکرہ

حدیث نبوی۔ قال رسول اللہ صلعم۔ انا عاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبیٌ (رواہ بخاری بشکوٰۃ باب الفتن)

ترجمہ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں۔ اور عاقب اسکو کہتے ہیں جسکے بعد دوسرا نبی نہ ہو۔

منکران نبوت کا استدلال۔ آنحضرت صلعم نے خود اپنا نام عاقب بتایا ہے۔ اور اسکے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ جس کے بعد دوسرا نبی نہ ہو۔ تو آپ کے بعد کسی مدعی نبوت کا صادق ہونا کب درست ہو سکتا ہے۔

احمدیوں کا جواب۔ ہم مانتے ہیں کہ آنحضرت صلعم عاقب ہیں۔ اور آپکے بعد ضرور نبی نہ ہونگے۔ مگر کیسے نبی نہ ہونگے۔ ان سوالات کا جواب ہم حدیث اول اور حدیث دوم میں نہایت وضاحت سے دیچکے ہیں۔ اور لانبی بعدی کے ہر ایک پہلو سے ممکن معانی اور مطالب بیان کرچکے ہیں۔ پس لانبی بعدی اور لیس بعدہ نبیٌ میں کوئی فرق نہیں صرف ضمیر کا فرق ہے۔ اور مدعا ایک ہے۔ پس جواب بھی وہی ہے۔ جو ہم دیچکے ہیں +

ہاں یہ بات قابل یادداشت ہے۔ کہ یہ حدیث بھی مطلق نفی نبوت ہرگز ثابت نہیں کرتی۔ یہاں ہم منکران نبوت سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا کسی شخص کا کسی گروہ یا سلسلہ خاندان یا نسل یا سلسلہ حکومت یا بادشاہت کے آخر میں یا پیچھے آنا۔ اس آنیوالے شخص کی کسی خوبی اور فضیلت پر دلالت کرتا ہے ؟ تو ہم خود جواب دیتے ہیں۔ کہ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ برخلاف اسکے شاید بعض حالات میں سخت مکروہ اور فال بد اور منحوس خیال کیا جاتا ہے۔ جبکہ ایک شخص پر کوئی خاندان یا نسل یا کوئی سلسلہ حکومت و بادشاہت منقطع ہوجاوے۔

اگر ہمارا اس سوال کا جواب یہی درست ہے۔ تو عزیز و لا نبی بعدی اور لیس بعدہ نبی کے یہ معنی کرنا کہ آنحضرت صلعم کے بعد باب نبوت مسدود ہوچکا۔ یعنی آنحضرت صلعم کے بعد کوئی شخص خدا تعالیٰ سے کثرت سے ہمکلامی اور مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف حاصل نہیں کرسکتا۔ اور نہ اسپر اخبار غیب کھل سکتے ہیں۔ اور یہی نبوت کی تعریف ہے۔ تو پھر غور کرو۔ آنحضرت اہل عالم کواسطے رحمت ہوئے یا زحمت نعوذ باللہ پس جو وجود ایک نعمت کا مانع ہو۔ تو وہ ہرگز رحمۃ اللعالمین نہ رہیگا۔ اسباب کا بھی فکر کرلو۔ پس بعدہ نبی کے صحیح معنے اسقدر ہیں کہ لیس بعدہ نبی الا الذی منہ وعلی عہدہ۔ او یکون من اتباعہ۔ اور یہی مدعا تھا جو بیان ہوچکا ہے۔

فصل پنجم

آخری اینٹ یا کونے کے پتھر کا تذکرہ

حدیث نبوی۔ قال رسول اللہ صلعم مثلی و مثل الانبیاء (وفی روایۃ) مثل الانبیاء من قبلی رواہ بخاری) کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ

موضع لبنۃ - فطاف بہ النظار یتعجبون من احسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ - انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل -(وفی روایۃ) فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین - رواہ بخاری مشکوۃ باب الفضائل سید المرسلین -

ترجمہ - آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری تمثیل اور بعض دوسرے انبیاء کی تمثیل (ایک روایت میں بعض ان انبیاء کی تمثیل جو مجھ سے قبل ہو چکے ہیں) مثل اس تمثیل کے ہے کہ ایک مکان ہو - نہایت خوبصورت - اور اس میں سے صرف ایک اینٹ کی کمی ہو - پس دیکھنے والا اسکے ارد گرد بغرض تماشہ چکر لگانے لگے - اسکی کمال درجہ کی خوبصورتی کو دیکھکر تعجب کرنے لگے - مگر اسمیں ایک اینٹ کی کمی تھی - میں نے اس اینٹ کی جگہ کو پورا کر دیا وہ عمارت مجھ پر تکمیل کو پہنچ گئی - اور مجھ پر جمیع رسل تکمیل کو پہنچ گئے - (ایک اور روایت میں ہے) میں وہی اینٹ ہوں - اور میں خاتم النبیین ہوں -

منکران نبوت کا استدلال - آنحضرت صلعم نے اس تمثیل میں انبیاء کو عمارت سے تعبیر کر کے صرف ایک اینٹ کی کمی بیان کی ہے - اور اپنے آپ کو وہ آخری اینٹ فرمایا جس کے آنیسے کمی پوری ہو گئی ہے - جب تکمیل عمارت ہو چکی ہے تو اسکے بعد کسی اور اینٹ یا نبی کی گنجائش نہیں لہذا باب نبوت مسدود ہے -

احمدیوں کا جواب - اس حدیث میں بھی چند امور قابل غور ہیں - اول یہ کہ یہ صرف تمثیل ہے یا حقیقت الامر بھی یونہی ہے - دوم یہ کہ اس تمثیل میں جمیع انبیاء مراد ہیں - یا بعض انبیاء - سوم یہ کہ تمثیل میں صرف انبیاء ماسبق مراد ہیں یا مابعد محمد رسول اللہ بھی مراد ہیں - چہارم یہ کہ اسکی تمثیل کی غرض کیا ہے - پنجم یہ کہ آیا یہ تمثیل اگر ہر پہلو سے درست مانی جاوے

تو آیا اس سے آنحضرت صلعم کی اپنی نبوت کی کسقدر وقعت اور ضرورت باقی رہتی ہے۔

سو واضح ہو کہ

۱۔ اس تمثیل میں محض ایک تمثیل ہی غرض ہے۔ وگرنہ درحقیقت نہ انبیاء اینٹیں ہیں اور نہ کوئی عمارت انکے وجود سے بن رہی تھی۔

۲۔ پھر اس تمثیل میں الانبیاء کے لبعد الف لام موجود ہے۔ جو تعمیم کا نہیں بلکہ تخصیص کا ہے۔ کیونکہ اول تو لفظ قبلی موجود ہے۔ جو لبعدی کو مستثنیٰ کر رہا ہے۔ اور لبعدی کو ہم اسواسطے داخل کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک باب نبوت مسدود نہیں۔ جب تک کہ ثابت نہ کیا جاوے۔ دوم سب کو مراد لینے میں قرآن کریم اور احادیث مانع ہیں۔ صرف وہی نبی اور رسول مراد ہو سکتے ہیں۔ جو آنحضرت صلعم کیطرح شارع نبی تھے۔

۳۔ پھر انبیاء ماقبل اور مابعد دونوں اسواسطے مراد نہیں۔ کہ ایک حدیث میں لفظ قبلی موجود ہے۔

۴۔ پھر اس تمثیل کی غرض صرف ایک پیشگوئی کیطرف اشارہ بھی مقصود ہے۔ جو کتب * مقدس یہود اور نصاریٰ میں موجود ہے۔ اور آپ نے اس پیشگوئی کو اپنی ذات پر چسپاں کیا ہے۔ اور وہ پیشگوئی ان الفاظ میں ہے کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا۔ وہی (اس عمارت میں) کونے کا سرا ہوا۔ گویا آپ وہ موعود پتھر یا اینٹ ہیں۔ جس نے عمارت کے کونیکا سرا ہونا تھا۔ اور بس۔ یا بالفاظ دیگر آپ ایک موعود انسان ہیں۔

۵۔ اور پھر اگر ہر ایک پہلو سے مناسبت اور مطابقت ضروری قرار دی جاوے تو خود آنحضرت صلعم کی نبوت کی کوئی قدر و منزلت یا وقعت اور ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بلکہ بہت خفیف ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس

---

* حاشیہ۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۱۔ آیت ۴۲۔

اس تمثیل نے اول تو یہ بتا دیا ہے۔ کہ سیدنا حضرت محمد صلعم کی آمد سے پہلے ہی عمارت نہایت خوبصورت شکل میں موجود تھی اسکی خوبصورتی میں کوئی فرق نہ تھا۔ صرف ایک اینٹ کی کمی تھی۔ مگر وہ کوئی ایسا نقص یا کمی نہ تھی جس سے دیکھنے والوں کی خوشی اور تعجب میں فرق آتا۔ بلکہ وہ معائنہ کے بعد ضرور خوش ہوتے اس ایک اینٹ کی کمی کو چنداں حرج یا نقص نہ خیال کرتے جس سے عمارت کے رونق میں فرق آتا۔ یا اسکے تعجب میں فرق آتا۔ پس اب غور کرو۔ کہ کیا درحقیقت آنحضرت صلعم کی اہل عالم میں ضرورت اتنی ہی تھی جتنی کہ اس عمارت میں اس باقیماندہ اینٹ کی ہے۔ اگر یہی ہے تو گویا آنحضرت صلعم کی آمد کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ ہونا اور نہ ہونا قریباً برابر تھا اور اگر یہی نہیں بلکہ اشد ضرورت تھی۔ تو ضرور کوئی خاص کمی ہے۔ جو بصورت نبی اور رسول ہونیکے نہیں بلکہ بصورت شارع ہونیکے ہے۔ اور وہ اینٹ شریعت کی ہے۔ جس کا اشارہ اس آیت میں موجود ہے الیوم اکملت لکم دینکم یعنی ہمنے تم کو ایک مکمل دین یا شریعت دیدی ہے۔ پس محض نبوت ہرگز مراد نہیں۔ اور یہی کمی تھی جسکو تکمیل عمارت کہو یا تکمیل شریعت کہو۔ یا تکمیل نبوت مخصوصہ کہو۔ اور قرآن کریم اسکی تائید کرتا ہے۔ اور بس۔

پس خستم بی النبیان اور خستم بی الرسل میں اول سے مراد تکمیل عمارت شریعت ہے اور دوسرے سے مراد صرف شارع رسول مراد ہیں۔ نہ عام نبی جو غیر شارع ہوں۔

فصل ششم

سیدنا حضرت محمدؐ کی چھ خصوصیات کا تذکرہ

حدیث نبوی ۔ قال رسول اللہ صلعم ۔ فضلت علی الانبیاء لبستتہ

۱-اعطیت جوامع الکلم ۲- ونصرت بالرعب ۳- واحلت لی الغنائم ۴- وجعلت لی الارض مسجداً وطھوراً ۵- وارسلت الی الخلق کافتہ ۶- وختم بی النبیون- رواہ مسلم- مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین-

ترجمہ- آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھکو جمیع انبیاء پر چھ باتیں بطور خصوصیت حاصل ہیں-

اول مجھکو تمام شریعتوں کا مجموعہ دیا گیا ہے-

دوم رعب کے ذریعہ میری تائید کی گئی ہے-

سوم میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے-

چہارم میرے لئے تمام سطح زمین کو مسجد مقرر کیا گیا ہے- اور پاک کرنیکا ذریعہ بھی-

پنجم میں جمیع اقوام عالم کیطرف رسول ہوکر آیا ہوں-

ششم مجھ پر بعض قسم کے انبیاء منقطع ہو چکے ہیں-

منکران نبوت کا استدلال- چونکہ آنحضرت صلعم کو ایک جامع اور مکمل شریعت ملی اور چونکہ آپ جمیع اقوام عالم کیطرف رسول ہوکر آئے- اور چونکہ آپ پر نبی منقطع ہوچکے ہیں- لہذا آپ کے بعد باب نبوت مسدود ہوچکا ہے- اور کوئی دوسرا مدعی نبوت صادق نہیں ہوسکتا-

احمدیوں کا جواب- اس حدیث شریف سے بھی باب نبوت کا مسدود ہونا ثابت نہیں- اور ہرگز نہیں- باوجودیکہ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں- کہ آنحضرت صلعم ایک جامع اور مکمل شریعت لائے- اور اسکے بعد دوسری شریعت جدید نہیں- اور باوجودیکہ آپ جمیع اقوام عالم کیطرف شارع رسول ہوکر مبعوث ہوئے- اور باوجودیکہ آپ پر (بعض قسم کے) نبی منقطع ہوئے ہوں- کیونکہ ختم بی النبیون میں نبیون پر الف لام موجو

وہ الف لام وہی تخصیص کا ہے جسکا ہم بار بار جوابات اولی میں ذکر کر چکے ہیں۔ پس یہاں النبیون سے صرف شارع رسول اور نبی مراد ہیں۔ نہ جنس نبی اور رسول۔ شارع نبی نہ ہونگے۔ ہاں تابع اور امتی نبی اور رسول ہو سکتے ہیں۔ اور انکی آمد پر اول کلام اللہ قرآن حمید دوم سنت اللہ خدا کا قانون مستمرہ۔ سوم احادیث صحیحہ چہارم۔ اقوال بعض اکابر اسلام گواہ ہیں۔

فصل ہفتم

حضرت عمرؓ کی نبوت کا تذکرہ

حدیث نبوی۔ قال رسول اللہ صلعم۔ لوکان بعدی نبیٌّ لکان عمر (رواہ ترمذی) مشکوۃ باب مناقب عمرؓ۔

ترجمہ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ یا میری معیت میں دوسرا نبی ہوتا۔ تو حضرت عمرؓ ہوتا۔

منکران نبوت کا استدلال۔ اگر آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی ہونا تھا۔ تو حضرت عمرؓ بن خطاب ہوتے۔ مگر چونکہ آپ کے بعد باب نبوت مسدود تھا۔ لہذا حضرت عمرؓ جیسے انسان بھی نبی نہ ہو سکے۔

احمدیوں کا جواب۔ اس حدیث سے ہی مطلق باب نبوت مسدود ثابت نہیں ہوتا۔ اور ہرگز نہیں ہوتا۔ بلکہ اسکا تعلق صرف ایک خاص امر سے ہے۔ جو آنحضرت صلعم اور حضرت عمرؓ کے ذات تک محدود ہے۔ وگرنہ یہ حدیث اس غرض سے بیان شدہ نہیں کہ آپ کے بعد مطلق نبوت مسدود ہو چکی ہے۔

اس حدیث نے صرف اسبات کا اظہار کیا ہے کہ آنحضرت

صلعم بذاتہ اپنی نبوت کے فرائض ادا کرنے کیلئے اور اسکی اشاعت
اور تبلیغ کو ادا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اور آپؐ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
طرح شریک فی النبوۃ اور وزیر نبی کی ضرورت نہیں۔ اور اگر ضرورت ہوتی
تو آپ کی معیت میں یا آپ کے بعد حضرت عمر علیہ السلام امر نبوت پر مقرر
کئے جاتے۔ اور وہ شریک فی النبوۃ اور وزیر نبی کر دئے جاتے۔
جس طرح حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کر دئے
گئے تھے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ میں وہ تمام برکات۔ انوار۔ اور کمالات
جو کسی نبی میں ہوتے ہیں۔ موجود ہیں۔ پس کسی مبارک انسان میں
کمالات نبوت اور برکات نبوت کا پایا جانا۔ اسکو نبی اور رسول ثابت
نہیں کرتا۔ بلکہ وہ محدث اور مکلّم ہوتا ہے۔ اور اسکو زیادہ سے زیادہ
صدیقیت کا مرتبہ نصیب ہوتا۔ اور صحیح بخاری کی احادیث میں اسکو
غیر نبی کہا گیا ہے۔ (من غیران یکونوا انبیاء) ہاں اگر آنحضرتؐ
کے زمانہ میں آپؐ کے معیت میں کسی دوسرے نبی کی ضرورت ہوتی
تو جو شخص منتخب کیا جاتا وہ حضرت عمر ہی ہوتا۔ کیونکہ آپ میں نبی ہونیکے
تمام کمالات موجود تھے پر آپؐ عہدۂ نبوت پر مقرر نہ تھے۔

اِس حدیث میں لفظ بعدی اول تو بمعنے بعد تعقیبی آیا ہے۔
دوم بعدی بمعنی بعدی متصلاً۔ سوم بعدی بمعنی سوائی اور غیری اور چہارم
بعدی بمعنی بمعیتی یا معی آیا ہے۔ اور ان چہار کی تفسیر اور تشریح حدیث
نمبر ۱ اول میں ہم کر چکے ہیں۔

ہاں اگر بعدی کے معنے یہ فرض کرلیں آپ کے بعد مطلق باب
نبوت مسدود ہے۔ اور کوئی نبی آپ کے بعد نہیں ہو سکتا۔ تو یہ امر
خود منکران نبوت کے اعتقادات کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ حضرت
عیسیٰ موعود کی آمد کے قائل ہیں۔ اور اسکو صحیح مسلم نے نبی اللہ بار بار

فرمایا ہے۔ پس جب اسقدر گنجائش حضرت مسیح موعود نبی اللہ کی آمد کی نکل آئی۔ تو نفی مطلق کے معنوں پر بعدی کا ہونا باطل ہوگیا۔

لو حرف شرط اور لام حرف جزا

کسی شخص نے کہا ہے کہ لو حرف شرط کے بعد لام حرف جزا آوے تو وہاں محالات کا ذکر ہوتا ہے جنکا پورا ہونا نا ممکن ہو۔ جیسا کہ لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا (سورۃ الانبیاء) میں لو کے بعد لام آیا ہے۔ اور یہہ محالات میں سے ہے۔ کیونکہ یہ صاف بات ہے کہ اگر زمین اور آسمان میں ایک خدا سے زیادہ خدا ہوتے تو ضرور آسمان اور زمین کے انتظام میں فساد واقع ہوجاتا۔ پس چونکہ ایک سے زاید خدا ہونے محالات میں سے ہیں۔ لہذا فساد کا ہونا زمین اور آسمان کے انتظام میں محالات میں سے ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جہاں مولویوں اور ملاؤں کے پاس کوئی دلیل بیّن کسی امر پر باقی نہ رہے۔ تو وہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے اصل عبارات کو ترک کرکے دوسرے علوم کی آڑ میں پناہ لیکر الجھن ڈال دیتے ہیں۔ تاکہ اصل معاملہ پر پردہ پڑجاوے اور جواب دہ نہوں۔ اس قاعدہ کے بموجب صرف یہاں لو کی بحث کو آڑ بنایا ہے اور اس سے بکلی امتناع نکالنے کی بیجا کوشش کی ہے۔ لو کا حرف شرط ضروری نہیں کہ ہمیشہ امتناع کے واسطے آئے۔ بلکہ بوجہ کسی امتناع کے صرف امتناع ہے۔ مثلاً اسی مثال میں دیکھو۔ کہ ایک سے زاید خداؤں کا ہونا امتناع ہے اور اسی بنا پر امتناع کے طور پر

آیا۔ ورنہ اگر اصل امر امتناع نہ ہو۔ تو لو صرف امتناع کا کام نہ دے گا
اس قصہ کو جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان میں حرف لو کے
ماتحت مفصل بیان کیا ہے۔ لو کان بعدی نبیاً لکان عمر میں اصل
امر نبی کا ہونا ہے۔ کسی دوسرے نبی کے علاوہ۔ تو یہ امر کب برابر ہے
اس مثال سے کہ کسی دوسرے خدا کا ہونا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا۔ کیونکہ ایک
خدا کے سوا کسی دوسرے خدا کا ہونا۔ سیدنا حضرت محمدؐ سے قبل۔
آنحضرت صلعم کے زمانہ میں اور آپ کے بعد تینوں زمانوں میں ممتنع
ہے۔ مگر کسی نبی کا ہونا۔ کسی دوسرے نبی کے علاوہ۔ آنحضرت صلعم سے
قبل آنحضرت صلعم کے زمانہ میں آنحضرتؐ کے بعد ممتنع نہیں۔
جب پہلے نہ تھا۔ تو بعد میں نہ ہونا۔ محتاج ثبوت ہے۔ ہاں اگر بکلی ممتنع
ہوتا۔ تو ہر زمانہ میں ہوتا جیسا کہ خدا کے سوا دوسرے خدا کا ہونا۔
ہر زمانہ میں ممتنع ہے۔ امر الوہیت اور امر نبوت دونوں باہم ہرگز مناسبت
اور مشابہت نہیں رکھتے۔ کیونکہ امر اول میں ایک سے زاید کا ہونا
محتاج ثبوت ہے۔ اور امر دوم بدیہیات میں سے ہے۔
۱ ی قرآن کریم میں اور کئی مثالیں ہیں۔ وہاں یہی معنے درست
نہیں۔ مثلاً لو امن اہل الکتاب لکان خیراً لھم (سورۃ آل عمران)
یعنی اگر اہل کتاب ایمان لے آتے۔ تو یہ امر انکے حق میں مفید ہوتا
پس اہل کتاب کا ایمان لانا۔ کوئی امر ممتنع نہیں۔ بلکہ ممکن ہے۔ اور
ہزاروں ایمان لائے بھی اسی طرح سے لو انھم صبروا حتےٰ
تخرج الیھم لکان خیراً لھم۔ سورۃ الحجرات میں یہ معاملہ
ہے کہ اگر یہ جلدی کرنے والے صبر سے کام لیتے یہانتک کہ تو
خود انکے طرف نکل آتا۔ تو یہ امر انکے واسطے بہت بہتر ہوتا۔ پس
کیا یہاں صبر کرنا امر ممتنع ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ ممکن ہے اور کئی

لوگوں نے اسباب پر ئل کیا۔ اسی طرح سے اور کئی مثالیں موجود ہیں
پس اس حدیث میں بھی لو کا حرف شرط اس قاعدہ سے آیا ہے
اور بس۔ لہذا حرف لو کی بحث اور اسکا الجھن نبوت کی سی عظیم الشان
نعمت کو بند نہیں کر سکتا۔ اسکے واسطے بینات کی ضرورت ہے۔
جب کبھی ہمنے مولویوں سے حضرت عیسیٰ ناصری کی زندگی کا
ثبوت یا آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کے منقطع ہونیکا ثبوت طلب
کیا ہے اور بینات کا تقاضا کیا ہے۔ تو جواب لفظ توفی اور خاتم
پر صرفی اور نحوی بحث منطقی کج بحثی کے سوا اور کوئی برہان اور سلطان
مبین نہ لایا گیا۔ ہائے افسوس۔

فصل ہشتم

آخر الانبیاء کا تذکرہ

حدیث نبوی قال رسول اللہ صلعم۔ انی اخر الانبیاء وان مسجدی
اخر المساجد (کتاب الحج۔ باب فضیلت الصلوٰۃ فی المسجد المدینہ)
مشکوٰۃ شریف۔
ترجمہ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں انبیاء کے آخر میں ہوں۔ اور
میری مسجد المساجد کی آخری ہے۔
منکران نبوت کا استدلال۔ چونکہ آپ آخر الانبیاء ہیں لہذا آپ کے
بعد کوئی دوسرا نبی نہیں۔ پس جو مدعی نبوت ہوگا۔ وہ صادق نہ ہوگا
احمدیوں کا جواب۔ یہ حدیث بھی مدعا زیر بحث کے واسطے دلیل بین
نہیں۔ کیونکہ جس طرح اپنے آپ کو آخر الانبیاء کہا ہے۔ اپنی مسجد کو

آخر المساجد کہا ہے۔ پس لازمی ہے کہ اگر آپ کے بعد دوسرے نبی کا پیدا ہونا ممتنع اور منقطع ہو۔ تو آپ کے بعد کسی دوسری مسجد کا تعمیر ہونا بھی ممتنع اور منقطع ہو۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں مسجد نبوی کے بعد ۱۳ سو سال میں لاکھوں مساجد بنی ہیں۔ پس امر نبوت کیونکر ممتنع اور منقطع مانا جا سکتا ہے گر لفظ آخر انبیاء کے واسطے امتناع ثابت کرتا ہے۔ تو تعمیر مساجد کے واسطے کیوں انقطاع ثابت نہیں کرتا جو معنے ایک مقام میں، لو وہی معنے دوسرے مقام پر لو۔ یک بام اور دو ہوا جائز قرار مت دو

اگر آخر الانبیاء کے معنے یہ ہوں کہ لیس بعدہ نبیٌ۔ تو اسکا جواب عاقبت کی بحث میں فصل چہارم میں کافی دے چکے ہیں۔ وہاں دیکھلو۔

یہاں حدیث میں لفظ انبیاء پر الف لام موجود ہے۔ پس الف لام کو کیوں نہ تخصیص کا قرار دیکر یہ معنے کریں۔ کہ ایک خاص قسم کے انبیاء بعد یا آخر میں ہوں۔ جو باشریعت یا شارع تھے۔

اور اسی طرح المساجد میں الف لام اسی قسم کا قرار دیکر یہ کہدیں کہ ان خصوصیات کی مسجد دوسری نہ ہوگی۔ یعنی آئندہ جو نبی ہوگا۔ تو وہ میرے اتباع میں ہوگا۔ اور جو مسجد ہوگی وہ میری مسجد کے تتبع میں ہوگی۔ نہ ایسا نبی ہوگا جو میرا متبع اور مطیع نہو۔ اور نہ ایسی مسجد ہوگی جو میری مسجد کے طرز اور اتباع میں نہ ہو۔ یعنی جو نبی ہوگا یا مسجد ہوگی وہ میرے یا میری مسجد کی تقلید اور نقش قدم پر ہوگی اور بس۔

ایک نظر باز گشت

حدیث نمبر اول۔ و دوم۔ و سوم۔ میں لفظ لانبی بعدی وارد ہے۔ حدیث نمبر چہارم میں لیس بعدہ نبیٌ وارد ہے حدیث نمبر پنجم اور ششم میں

ختم بی الرسل اور ختم بی النبیون کے الفاظ ہیں۔ حدیث نمبر ہفتم میں لوکان بعدی نبیًا آیا ہے۔ اور حدیث ہشتم میں آخر الانبیا کے الفاظ موجود ہیں۔ پس بلحاظ تحقیقات گویا لا نبی بعدی۔ لیس بعدہٗ نبی۔ لوکان بعدی نبیًاء ایک قسم کے الفاظ ہیں۔ اور ختم بی الرسل ور ختم بی النبیون قریبًا ہم معنے ہیں۔ اور پھر آخر الانبیاء ہے۔ لہذا آیت خاتم النبیین کی بحث میں از روئے حدیث یہی تین قسم کے الفاظ پیش ہوتے ہیں۔ کہ نبوت کو منقطع ثابت کیا جاوے۔ پس اس بارہ میں سب سے اول صحابہ کرام کا مذہب دیکھنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے کیا رائے دی ہے۔ اور اسکے بعد بعض اکابرین امت کی آراء پر بھی نظر ڈالنی چاہیئے۔ تاکہ اصل حقیقت بخوبی ذہن نشین ہو سکے۔

ہمنے قریبًا وہ تمام احادیث جن سے لوگ باب نبوت مسدود گردانتے ہیں۔ یہاں درج کرکے ہر ایک پہلو سے ہر حدیث پر بحث کر دی ہے۔ اور ہر ایک حدیث سے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ ہرگز اس دعویٰ پر دلیل نہیں ہو سکتی جس غرض سے وہ پیش کی جاتی ہیں۔ اب ہم دوسرا پہلو لیتے ہیں۔ اور وہ احادیث اور اقوال پیش کرتے ہیں۔ جو ہمارے اس مدعا کو جو ہمنے ان احادیث کی بحث میں پیش کی ہے۔ یعنی یہ کہ باب نبوت غیر مسدود ہے ثابت کریں اس تائید اور تصدیق میں ہم احادیث اور اقوال صلحا سے کچھ پیش کرتے ہیں۔

وباللّٰہ التوفیق۔

باب دوم

عدم انقطاع نبوت بعد حضرت خاتم النبوۃ

فصل اوّل

حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہو گا

حدیث نبوی نمبر ا۔ قال رسول اللہ صلعم۔ ثم یاتی عیسیٰ نبی اللہ ..... و یحصر نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ ...... فیرغب نبی اللہ عیسی واصحابہ۔ ویھبط عیسے نبی اللہ ..... عیسے واصحابہ رواہ مسلم ابن ماجہ

استدلال قائلین نبوت۔ اگرچہ آنحضرت صلعم خاتم النبین ہیں اور لانبی بعدی کی حدیث موجود ہے۔ تاہم حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا پس آپ کا نبی اللہ ہونا۔ خاتم النبیین اور لانبی بعدی کے متناقض اور مخالف نہیں۔ بلکہ عین موافق ہے۔

جسقدر فرق اسلامیہ حضرت عیسیٰ موعود کے آمد کے قائل ہیں وہ سب بالاتفاق اسکو نبی اللہ یقین کرتے ہیں۔ ہاں اگر کسی نے اسکی نبوت کو اس سے آمد ثانی میں منفک کہا تو اسپر اسکے حق میں یہ فتویٰ صادر کیا۔ کہ وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔

ومن قال بسلب نبوتہ کفر حقاً کما صرح بہ السیوطے

(حجج الکرامت)

۲- **حدیث نبوی نمبر ۲**- قال رسول اللہ صلعم الانبیاء اخوۃ العلات امہاتھم شتیٰ ودینھم واحد ولا نی اولی الناس بعیسیٰ ابن مریم- لانہ لم یکن بینی وبینہ نبی- و انہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الحمرۃ والبیاض علیہ ثوبان ممصران راسہ یقطر ان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیہ ویدعوا الناس الی الاسلام فتھلک فی زمانہا الملل کلھا الا الاسلام...... فیمکث اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون-

یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جمیع انبیاء علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں جدا جدا ہوتی ہیں- مگر انکا دین واحد ہے- اور میں عیسیٰ ابن مریم سے سب سے زیادہ قرب اور تعلق رکھتا ہوں- کیونکہ میرے اور اسکے درمیان والے زمانہ میں دوسرا نبی نہیں ہوا- اور وہ نزول کرنیوالا ہے- پس جب تم اسکو دیکھ پاؤ- تو اسکی شناخت کرلو- وہ ایک شخص ہے درمیانہ قدوقامت کا- سرخ و سفید رنگ والا- اس پر دو زرد رنگ کے کپڑے ہونگے- اسکے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا- اگرچہ پانی نہ ڈالا ہو- وہ صلیب کو توڑیگا- خنازیر قتل کریگا جزیہ موقوف کر دیگا- لوگوں کو اسلام کیطرف دعوت دیگا- اسکے زمانہ میں سب مذاہب ہلاک ہونگے- سوائے اسلام کے- وہ چالیس سال رہیگا- پھر وفات پائیگا- اور مسلمان اسکا جنازہ پڑھینگے-

استدلال قائلین نبوت- ۱- آنحضرتؐ نے حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ فرمایا ہے-

۲- اپنی اور اسکی درمیان دوسرے نبی کا ہونا بند فرمایا ہے- جیسا کہ لیس بینی وبینہ نبی سے ظاہر ہے-

۳- اسی مبارک کا آگے حلیہ فرمایا کہ وہ میانہ قد اور سرخ وسفید رنگت

والا ہوگا۔ حالانکہ حضرت مسیح ناصری احمد العون ہے باقی حُلیہ اور علامات سب اسی مسیح موعود کا ہے۔ نہ جس نے چالیس سال نبوت گذار کر وفات پاجانا ہے اور مسلمانوں نے اسکا جنازہ پڑھنا ہے۔

اس حدیث نے نہ صرف مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا ہے۔ بلکہ دوسرے انبیاء میں سے ایک نبی قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود۔ کو کتب مقدس متعلقہ

مولوی محمد علی کہتا ہے کہ اس حدیث کا پہلا حصہ حضرت مسیح ناصری کے بارہ میں ہے اور دوسرا حصہ جو انہ نازل سے شروع ہوتا ہے حضرت مسیح موعود کے بارہ میں ہے۔ نیز یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری تو الانبیاء اخوۃ العلات کے مصداق ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود کا آپ سے تعلق فرزندی ہے پس اگر آپ نبی ہیں تو آپ آنحضرتؐ کے بھائی بنتے ہیں۔ اور اگر آپ فرزند ہیں۔ تو نبی نہیں۔

سو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو حدیث میں ایک ہی شخص کا ذکر ہے۔ دو کا نہیں۔ دوم اگر بھائی ہونا نبوت کے مانع ہے تو اسکا ثبوت قرآن کریم سے دیا جائے محض قیاس سے نہیں۔ سوم ایک طرف حضرت علی کو آنحضرت نے ہارون کا مثیل کہا۔ اس سے بھی بھائی ہوئے۔ آپ آنحضرت صلعم کے۔ چچازاد بھائی بھی تھے انما المؤمنون اخوۃ کے ماتحت بھی جہاں آنحضرت صلعم سب مومنوں کے بھائی ہیں۔ وہاں آپ حضرت علی کے بھی بھائی ہیں۔ دوسری طرف حضرت علی آپؐ کے داماد ہیں۔ جو تعلق فرزندی ہے۔ روحانی پسر بھی ہیں۔ پس یہ دونوں اخوت اور فرزندی کیونکر اکھٹے ہو گئے۔ اگر یہاں دونوں تعلق کا اجتماع جائز ہے تو حضرت مسیح موعود میں اخوت اور ابنیت کیوں جائز نہیں۔ جس قدر اولیاء اور اصحاب کرام ہوئے ہیں وہ ایک طرف تو بلحاظ مومن ہونے کے آنحضرت صلعم کے بھائی ہیں۔ اور بلحاظ تعلق روحانی فرزند ہیں۔ پس یہ دونوں تعلق اگر یہاں جائز ہو سکتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود میں کیوں نہ ہوں۔ ۱۲۔ منہ۔

توراۃ میں کتاب دانیال میں حضرت زردشت کی پیشگوئیوں. کتب یہود طالمود وغیرہ میں۔ اناجیل میں نبی اللہ کہا گیا ہے۔ تمام فرق اسلامیہ اسکے نبوت پر متفق ہیں۔ پس اسقدر اتفاقات کے ہوتے ہوئے اگر وہ اور اسکا آنا بصورت نبی اللہ تسلیم شدہ اور مسلم ہے۔ تو خاتم النبیین اور لانبی بعدی کے اندر منکرین نبوت کے گھر میں ایک زبردست استثنا نکل آئی ہے۔ پس جب اس سد سکندری میں اسقدر سوراخ نکل آیا کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ انہیں سے ہو کر آسکتا ہے۔ تو دوسروں کی ممانعت بے دلیل ہے

فصل دوم

اگر حضرت ابراہیم زندہ ہوتا تو نبی اللہ ہوتا

حدیث نبوی نمبر اوّل۔ قال رسول اللہ صلعم۔ لو عاش ابراہیم لکان صدیقًا نبیًا (ابن ماجہ) جلد اول ص ۲۳۷

یعنی اگر حضرت ابراہیم ولد سیدنا محمد خاتم النبیین زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی ہوتا۔

استدلال وقائلین نبوت۔ دیکھو یہاں جو بات مانع ہوئی وہ عدم حیات ہے جس کا ذکر لو عاش میں ہے۔ مگر جو بات واقع ہوتی اور ضرور ہوتی وہ نبوت تھی۔ ہاں اگر کوئی امر مانع نبوت ہوا۔ تو محض موت ہے۔ نہ کوئی اور امر۔ پس اگر لفظ خاتم النبیین مانع نبوت ہوتا تو* آنحضرت صلعم ایسا نہ فرماتے۔ پس باوجود خطاب خاتم النبیین کے ہونیکے آپکا حضرت ابراہیم کو نبی کہنا۔ گویا آپکا فیصلہ ہے۔ کہ نفس نبوت منقطع نہیں۔

حاشیہ * سیدنا حضرت محمد رسول اللہ کو خطاب خاتم النبیین کا ۵ھ میں عطا ہوا

ذریعہ

حدیث نبوی نمبر ۲ - عن ابن عباس قال لما مات ابراھیم بن رسول اللہ صلعم وقال ان لہ مرضعا فی الجنۃ ولو عاش لکان صدیقا نبیا -

یعنی ابن عباس کہتا ہے کہ جب ابراہیم پسر رسول اللہ وفات پا گیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ جنت میں راحت پا گیا - ہاں اگر زندہ رہتا - تو صدیق نبی ہوتا -

یہ حدیث بھی اسی مضمون اور اسی غرض پر دال ہے -

اس حدیث کی شرح ملا علی قاری نے اپنی کتاب موضوعات کبیر میں اور مولوی عبد الحئی لکھنوی نے دافع الوسواس میں نہایت خوبی سے کی ہے اور صرف تشریعی نبوت کو بند قرار دیا ہے - اور غیر تشریعی نبوت بانفس نبوت کو جاری فرمایا ہے - یہ گویا دوسری حدیث ہے - جو لانبی بعدی کی سد سکندری میں ایک اور کھڑکی حضرت ابراہیم کے واسطے بھی کھلی ثابت کرتی ہے اگر موت جلدی نہ کرتی -

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵ -

یعنی اسی سال جب آپ نے حضرت زینبؓ بنت جحش مطلقہ زید سے نکاح کیا دیکھو لباب الاخبار فی سیرۃ المختار - مطبوعہ بیروت -

اس کتاب میں السنۃ عاشرہ ۱۰ کی سرخی قائم کی ہے - اور پھر لکھا ہے وفی ھذہ السنۃ توفی ابراھیم ابن الرسول - یعنی اس سنہ ہجری میں آنحضرت صلعم کا فرزند ابراہیم فوت ہوا - پس صاف ثابت ہے آیت خاتم النبیین پر کامل پانچ سال گذر چکے تھے - کہ آپ نے حضرت ابراہیم کے حق میں یہ حدیث فرمائی - اس سے صاف فیصلہ ہوا کہ آنحضرت کے نزدیک آیت خاتم النبیین مانع نفس نبوت نہیں ہے - فثبت المدعا -

فصل سوم

مُبَشّرات اور منذرات یا نفس نبوت کا باقی رہنا

حدیث نبوی - قال رسول اللّٰہ صلعم - لم یبق من النبوۃ الا المبشرات - (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ - آنحضرت صلعم نے فرمایا - کہ النبوت میں سے باقی نہیں رہے مگر المبشرات* وہ باقی ہیں -

---

حاشیہ - * - چونکہ قرآن کریم نے شریعت یا احکام امر و نہی کے بارہ میں صاف کہدیا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم - لہذا یہ پہلو مکمل ہو چکا ہے - اور تکمیل کے بعد یہ پہلو ممتنع اور منقطع ہو چکا ہے - مبشرات سو یہ باقی ہیں - اور منذرات بھی درحقیقت مبشرات ہی کی ایک صورت ہے مثلاً جو بات مومن کیواسطے مبشر ہے وہی ایک پہلو سے منکر کے واسطے منذر ہے - مثلاً منکران نبوت محمدیہ پر عذاب اور تباہی کا آنا - انکے حق میں منذر تھا مگر مومنوں کیواسطے مبشر تھا - لہذا وہ بھی چونکہ مبشرات میں داخل تھا - لہذا صرف لفظ مبشرات ہی باقی رکھا گیا - اور قرآن کریم نے بھی اس پہلو کو لیا ہے - جو ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاء کم فی الدنیا و الاخرۃ - (سورۃ حٰم سجدہ) میں مذکور ہے - یعنی مبشرات کا ہونا بعد از آنحضرت صلعم باقی مانا ہے - یعنی اگر کوئی کو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب کامل ایمان کے ساتھ مان لیں - اور پھر اسی کامل ایمان پر کامل استقامت دکھادیں تو اول انپر فرشتے نازل ہونگے - دوم انکو یہ پیغام خدا پہنچا دینگے - کہ لا تخافوا ولا تحزنوا - سوم انکو جنت موعود کی بشارت دیں گے - چہارم دنیا اور

استدلال قائلین نبوت۔ چونکہ قرآن کریم کے مطالعہ سے صاف واضح ہے کہ نبوت بلحاظ اپنی خصوصیات کے صرف دو باتیں اپنے اندر رکھتی ہے ایک شریعت یا احکام امر ونہی اور دوسرے مبشرات اور منذرات لہذا اس حدیث نے النبوت کہکر اول دونوں باتوں کو لیا کہ وہ نبوت میں داخل ہیں۔ یا انکا ظہور بذریعہ نبوت ہوتا ہے۔ پس شریعت یا احکام امر ونہی سیدنا محمد رسول اللہ کے بعد نئی صورت لیکر بذریعہ نبوت کبھی ظاہر نہ ہونگے۔ اب اونکا ظہور باقی نہ رہا۔ ہاں مبشرات اور منذرات کا ظہور بذریعہ نبوت بعد میں بھی ہوتا رہیگا۔ وہ منقطع نہیں ہوا۔ لہذا جو نبی بعد از آنحضرت صلعم ہوسکتے ہیں وہ شارع نبی نہ ہونگے۔ یا یوں سمجھو کہ مبشر اور منذر ہونگے۔ اور بس۔

۱۔ نبوت کی تعریف کتب لغت میں یوں وارد ہے۔ النبأ خبرٌ ذو فائدۃ عظیمۃ یحصل بہ علمٌ او غلبۃُ ظن ولا یقال للخبر فی الاصل نبأ حتی یتضمن ھذہ الاشیاء الثلاثۃ وحق الخبر الذی یقال فیہ نبأ ان یتعری عن الکذب۔ کالتواتر وخبر اللہ تعالیٰ وخبر النبی علیہ السلام۔

۲۔ والنبوۃ سفارۃ بین اللہ وبین ذوی العقول من عبادہ لازاحۃ علتھم فی امر معادھم ومعاشھم۔

۳۔ والنبی لکونہ منبأ بما تسکن الیہ العقول الذکیۃ وھو یصح ان یکون فعیلاً بمعنی فاعل وان یکون بمعنی المفعول۔ مفردات راغب صفحہ ۴۹۹-۵۰۰

یعنی نباء۔ اس خبر کو کہتے ہیں جس سے بڑا فائدہ حاصل ہو۔ جس کے ذریعہ سے ایک خاص علم حاصل ہو۔ یا ظن غالب ہو۔ اور عام بات کو یا عام خبر کو نباء نہیں کہتے۔ جب تک کہ اسمیں یہ تین امور نہ پائے جاویں۔ حق بات یا خبر وہ ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۔ آخر تیس فرشتے اسکے مقرب اور اولیاء رہینگے۔ پس آیت نے مبشرات کا ہونا باقی مانا ہے۔ اور حدیث زیر بحث نے اسکو النبوت میں سے قرار دیا ہے۔ ۱۲۔ منہ۔

ا جس میں ایسی بناء ہو جو احتمال کذب سے پاک ہو۔ جیسا کہ تو ہو تا ہے

۲۔ اور خدا تعالیٰ کی خبر ہو۔

۳۔ اور نبی کی خبر ہو۔

النبوت ۔ اس عہدہ سفارت کا نام ہے ۔ جو خدا تعالیٰ اور اسکے ذوالعقول مخلوق کے درمیان ادا کیا جاوے ۔ تاکہ انکو مطلع کرے اسبات کے بارہ میں کے بناپر وہ اپنی امور معاد اور معاش میں لغزش کھا چکے ہیں۔

نبی وہ شخص ہوتا ہے جس کو بناء سے مطیع کیا جاتا ہے ۔ اور پاک عقل اس سے سکینہ اور تسکین پاتے ہیں ۔ اور اگر نبی بوزن فعیل بمعنی فاعل یا بمعنی مفعول ہو ۔ دونوں درست ہے ۔

علم کلام میں نبی کی تعریف یوں وارد ہے ۔ النبی انسان بعثہ اللہ لتبلیغ ما اوحی الیہ ۔ یعنی نبی ایک انسان ہوتا ہے ۔ جسکو خدا تعالیٰ منتخب کرلیتا ہے ۔ تاکہ ما اوحی الیہ (جو کچھ اسکو بذریعہ وحی ملے) اسکی تبلیغ کرے ۔

قرآن کریم میں نبی کی تعریف یوں وارد ہے ۔

۱۔ بعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین ۔ (سورۃ البقرۃ)

خدا تعالیٰ نبی منتخب کرتا ہے ۔ جو مبشرات سناتے ہیں ۔ اور منذرات کا اعلان کرتے ہیں ۔

۲۔ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول (سورۃ الجن) یعنی خدا تعالیٰ ہر قسم کے غیب کو جاننیوالا ہے ۔ پس اسکے غیب پر کسیکو کثرت سے مطلع نہیں کیا جاتا ۔ یا اسکے غیب پر کوئی ایک غلبہ نہیں پا سکتا مگر وہی شخص جسکو رسول کرکے منتخب کرلے ۔

پس نبی وہ ہوا ۔ جو کثرت سے مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوا ہو ۔ اور کثرت سے امور غیبیہ پر اسکو اطلاع دیجاوے ۔ خواہ وہ خبر از قسم شریعت یا امر و نہی یا از قسم مبشرات اور منذرات ہو ۔ جسطرح کہ زمانہ اور

حالات تقاضا کریں اور جس بات کی خدا تعالیٰ ضرورت خیال کرے۔

پس جو معنے کتب لغت نے اور علم کلام نے نبی کے قرار دئے ہیں وہی تعریف قرآن کریم نے قرار دی ہے۔

پس حدیث زیر بحث میں جو بات النبوۃ میں سے منقطع ہے وہ صرف امر و نہی کی نبوت ہے۔ ہاں مبشرات کی نبوت باقی ہے۔ اور قرآن کریم سے ہم نے واضح کر دیا ہے۔ کہ النبی ہوتا ہی ہے۔ بلحاظ نفس نبوت مبشر اور منذر ہے۔ اور بس۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بھی یہی فرمایا کہ نبی کے واسطے شارع ہونا شرط نہیں۔ اور یہی مذہب اکابرین اہل سنت کا ہے۔

یہ ایک تیسری کھڑکی ہے۔ جو سد سکندری انقطاع نبوت میں سے کھلی ہوئی ہے۔ اور اس دیوار میں سے گذرنا ممکن ثابت کرتی ہے۔

مولوی محمد علی کہتا ہے۔ مبشرات سے مراد مومن کی رویاء صالحہ ہے۔ اور بس۔ وہی نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے ہمارا جواب یہ ہے کہ **اول** اگر یہ درست ہے حضرت مسیح موعود صرف ۱/۴۶ حصہ کا نبی ہوا۔ اور اس سے بڑھکر تمہارے نزدیک اس حصہ حدیث سے ثابت نہیں۔ اور اسی قدر حصہ یا دوسرے مومنوں کو بھی حاصل ہوگا یا کم۔ اگر اسی قدر حاصل ہے اور مومن بھی آنحضرتؐ کے ساتھ اس حصہ میں مساوی ہوئے۔ پس آپ کی کونسی فضیلت ہوئی۔ **دوم** بخاری کے دوسرے احادیث خود اسکے خلاف ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس امت میں محدث اور مکلم یا ملہم ہونگے جن میں سے ایک حضرت محمدؐ تھا۔ تو یا وہ بھی اسیقدر حصہ کے پانیوالے ہیں یا اس سے بڑھکر۔ اگر بڑھکر تو اس سے خلاف ہوا۔ اور اگر اسیقدر۔ **لو کان بعدی نبیاً لکان محمد** کے کیا معنے ہیں۔ یعنی اگر میرے بعد نبی ہوتا تو حضرت محمد ہوتا۔ جو ۱/۴۶ حصہ نبوت کا مالک ہے۔ پس اسمیں حضرت محمد کی کونسی خصوصیت ہے یوں تو دوسرے مومن بھی اسی قدر پا سکتے ہیں **سوم** قرآن کریم کے خلاف ہے جس نے

فصل چہارم

اجماع امت برانقطاع نبوت

منکران نبوت کہتے ہیں کہ چونکہ جمیع فرق اسلامیہ اور علماء امت و سلف صالحین کا اسبات پر اتفاق ہے کہ باب نبوت آنحضرت صلعم پر مسدود ہو چکا لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ انقطاع نبوت پر تمام امت کا اجماع ہو چکا۔ کیونکہ آج تک تیرہ سو سال کے عرصہ میں کسی نے اسکے خلاف آواز بلند نہیں کی پس کی نبوت بکلی ممتنع اور منقطع ہو چکی ہے۔

احمدیوں کا جواب۔ انقطاع نبوت پر امت کا اجماع حجت لانا ہرگز درست

حاشیہ صفحہ گذشتہ ۵۰۔ نبوت دراصل مبشرات ہی کو قرار دیا ہے۔ اور شریعت نفس نبوت ہرگز نہیں۔ نہ از روئے قرآن نہ از روئے حدیث از روئے کتب مسیح موعود اور نہ از روئے کتب لغت۔ اور نہ از روئے ائمہ امت۔ **چہارم** اگر مبشرات نفس نبوت نہیں بلکہ اسکا $\frac{۱}{۴۶}$ حصہ ہے تو باقی $\frac{۴۵}{۴۶}$ حصے بھی از روئے قرآن و حدیث ہی ثابت کرنے چاہئیں۔ کہ وہ کیا کیا ہیں۔ ورنہ دعویٰ غلط ہے **پنجم**۔ الیواقیت والجواہر جلد ثانی صفحہ ۲۴ پر امام شعرانی کہتا ہے۔ ہر مومن کی رویائی صالحہ $\frac{۱}{۴۶}$ حصہ نبوت کا نہیں۔ بلکہ یہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے رویاء صالحہ آنحضرت صلعم کے ہی نبوت کا $\frac{۱}{۴۶}$ حصہ ہیں یعنی آپکی نبوۃ کا زمانہ کل ۲۳ برس تھا۔ اسمیں آپکو ابتداء زمانہ کے ۶ ماہ تک رویا صالحہ ہوتے رہے۔ اور باقی زمانہ جو ۲۲ سال اور ۶ ماہ کا عرصہ ہوتا ہے۔ یا کل کا $\frac{۴۵}{۴۶}$ حصہ ہی وحی اور الہام تھا اور $\frac{۱}{۴۶}$ رویاء صالحہ تھا اور جن انبیاء کا زمانہ نبوت کم و بیش اسی قدر ہے انکو رویا کا زمانہ بھی کم و بیش ہے اور یہی بات

نہیں کیونکہ امت کے علماء اور ائمہ کرامہ نے کسی وقت بھی اسبات پر اجماع نہیں کیا بلکہ یہ دعوے ہی غلط ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی قسم کا نبی ہی نہیں ہو سکتا۔ دیکھو اجماع کی تعریف یہ ہے۔ الاتفاق المجتہدین من ہذہ الامۃ فی عصر علی امر شرعی۔ مسلم الثبوت جلد ۲ صفحہ ۱۶۶ یعنی کسی زمانہ میں اس امت کے تمام مجتہدوں کا کسی امر شرعی پر اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔ اب جو شخص مدعی ہو اسبات کا کہ آنحضرت صلعم پر نبوت کو منقطع قرار دینے کے لئے امت محمدیہ کے علماء کا کسی خاص زمانہ میں بالاتفاق اجماع ہوا ہے۔ تو اسکا ثبوت بذمہ اسکے ہے۔ کہ وہ تاریخی ثبوت پیش کرے۔ اور ثابت کرے کہ فلاں زمانہ۔ فلاں ملک میں اور فلاں موقع پر یہ اجماع اسی عقیدہ پر ہوا۔ جب تک مدعی اسبات کو ثابت نکرے تب تک یہ نرا دعویٰ ہے۔ جو محتاج دلیل ہے۔ اور بے دلیل بات حجت نہیں ہوتی۔

حضرت امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ من ادعی الاجماع فھو کاذب دیکھو مسلم الثبوت جلد ۲ صفحہ ۱۶۸ یعنی جو شخص اجماع کا دعویٰ کرے فلاں عقیدہ پر امت کا اجماع ہو چکا ہے۔ وہ جھوٹا ہے۔

ہم اکابرین امت میں سے بہتوں کے نام پیش کرتے ہیں کہ انکو بکلی انقطاع نبوت سے ہرگز اتفاق نہ تھا پھر جو بات قرآن اور حدیث وغیرہ سے ثابت ہے۔ تو اسکے خلاف کب اجماع حجت ہو سکتی ہے۔

فصل پنجم

اقوال بعض اکابرین امت بر عدم انقطاع نبوت

صحابہ کرام کا مذہب۔ حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدی۔ مجمع البحار الانوار تکملہ صہ ۸۵ یعنی یہ تو کہو آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں مگر یہ نت کہو کہ آپ کے بعد مطلق باب نبوت مسدود ہے۔ اور کوئی نبی نہیں۔ دیکھو حضرت محمد رسول اللہ کی اپنی چہیتی بیوی اور عالمہ صحابیہ " لانبی بعدی " کے بارہ میں کیا صاف فیصلہ سناتی ہے۔ کہ لا تقولوا لا نبی بعدی جو غلط نتیجہ بعض لوگوں لفظ خاتم النبیین کے بارہ میں قائم کرکے انکے معنی میں لانبی بعدی پیش کرتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نہایت دلیرسے فرماتی ہیں۔ لا تقولوا لا نبی بعدیہ۔ یہ لانبی بعدی کا جملہ ہی یکسر مت لاؤ کیوں اسلئے کہ یہ صحیح ترجمہ خاتم النبیین کا نہیں۔ یا یہ کہ نبوت ہرگز بکلی ممتنع نہیں۔

اس عقیدہ کو سنکر ضرور اصحاب رسول کریم کو علم ہوا ہوگا۔ کہ حضرت عائشہ کا خاتم النبیین کے بارہ میں کیا عقیدہ ہے۔ مگر نہ اصحاب کبار میں سے بلکہ کسی صحابی نے بھی اختلاف نہ کیا۔ کہ آپ نے صحیح نہیں فرمایا۔ اور ہمارا اجماع تو انقطاع نبوت پر ہو چکا ہے۔ اور ہمارے متفق علیہ عقیدہ کے خلاف کہہ رہے ہیں۔ بلکہ خاموش ہے۔ اور یہی خاموشی ہمارے لئے دلیل ہے کہ وہ مبارک لوگ بھی حضرت عائشہ صدیقہ سے متفق تھے ورنہ ضرور اختلاف کرتے۔ پس اگر اجماع کوئی حجت ہے۔ تو یہ

صحابہ کرام کی خاموشی حضرت عائشہ کے سامنے گویا اجماع ہے۔ اسبات پر لانبی بعدہ کہنا درست نہیں۔

جسکو اسکے خلاف دعویٰ ہو۔ وہ ثبوت اچھی طرح پیش کرے۔

۱۔ حضرت امام محی الدین ابن عربی رحمتہ علیہ کا مذہب۔ امام موصوف فرماتے ہیں۔ ۱۔ فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ ولھذا قلنا ارتفعت نبوت التشریع وھذا معنی لا نبی بعدہ فتوحات مکیہ

۲۔ فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ انما ھی التشریع لاحقا فلا شرع یکون ناسخا لشرعہ صلعم او یزید فی شریعتہ حکما اخر۔ وھذا معنی قولہ صلعم ان الرسالۃ والنبوۃ التی قد انقطعت۔ فلا رسول بعدی ولا نبی۔ ای لا نبی بعدی یکون علی شریعتہ یخالف شرعی بل یکون تحت حکم شریعتی ولا رسول۔ ای لا رسول بعدی الی احد من خلق اللہ بشرع یدعو ھم الیہ فھذا ھو الذی انقطع (فتوحات مکیہ جلد ثانی الجباب ۷۳)

حاشیہ صفحہ ۔ مولوی محمد علی صاحب اور اسکے رفقاء جو حضرت ابو بکر صدیق کے خطبہ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کو وفات حضرت مسیح ناصری پر حجت مانتے ہیں۔ کیونکہ صحابہ نے اسکے خلاف حضرت عیسیٰ کی زندگی کو پیش نہ کیا۔ اور حضرت ابن عباس کے معنے متوفیک کے تحت میں ممیتک حجت قرار کرتے ہیں۔ ہم ان سے دریافت کرتے ہیں۔ اگر وہ اقوال اور استدلال صحابہ حجت ہے وفات مسیح ناصری پر تو کیا حضرت عائشہ صدیقہ کا لا تقولوا لا نبی بعدہ کہنا اور اصحاب کرام کا اسکے خلاف صدائے احتجاج بلند نکرنا حجت نہیں۔ جس پیمانہ سے غیر احمدیوں کو وزن کرکے دیا کرتے تھے۔ اب اسی پیمانہ سے تمکو وزن دیا جاتا ہے۔ تمکو کیا عذر ہے۔ ۱۲۔ منہ

۳۔ فان النبوۃ سارمیۃ الی یوم القیامۃ فی الخلق وان کان التشریع قد انقطع (فتوحات مکیہ) جلد ۲ یعنی ۱۔ نبوت بکلی بند نہیں ہوئی اور اسی سبب سے ہم کہتے ہیں کہ صرف نبوت التشریعی بند ہوئی ہے۔ اور یہی معنے "لانبی بعدی" کے صحیح ہیں۔ ۲۔ ہاں جو نبوت سیدنا حضرت رسول اللہ پر منقطع ہو چکی ہے وہ صرف نبوت تشریعی ہے۔ پس کوئی شریعت نہ ہوگی جو آنحضرت صلعم کی شریعت کو منسوخ قرار دے۔ یا اسکی شریعت میں کوئی اور حکم بڑھا سکے۔ اور یہی معنے ہیں حضرت صلعم کے اس قول کے لئے رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد کوئی رسول نہ ہوگا۔ اور نہ نبی یعنی کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جو میرے شریعت کے صفات دوسری شریعت پر چلا رہا ہو۔ بلکہ جو ہوگا وہ میری شریعت کے ماتحت ہوگا۔ اور کوئی رسول میرے بعد نہ ہوگا۔ جو کوئی ایسی شریعت لاوے مخلوق خدا کیطرف جسکے طرف وہ انکو دعوت دے پس یہی نبوت ہے جو منقطع ہے۔ ۳۔ نفس نبوت تاقیامت جاری ہے۔ مخلوق خدا میں ہاں جو شریعت والی نبوت ہے۔ وہ منقطع ہو چکی ہے۔

۴۔ **حضرت امام شعرانی کا مذہب**۔ امام موصوف فرماتے ہیں۔

۱۔ فان مطلق النبوت لم یرتفع وانما ارتفع نبوت التشریع فقط ..... فقد قامت بھذا النبوۃ بلاشک وقولہ صلعم فلا نبی بعدی ولا رسول المراد بہ لا مشرع (الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۲۷)

۲۔ اعلم ان النبوۃ لم ترتفع مطلقاً بعد محمد صلعم وانما ارتفع نبوۃ التشریع فقط فقولہ صلعم لانبی بعدی ولا رسول بعدی ای ما ثم من لیشرع بعدی شریعۃ خاصتہ فھو مثل قولہ صلعم اذا ھلک کسرے فلا کسری بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ ولم یکن کسرے وقیصر الا ملک الروم والفرس۔ ومازال

الملک فی الروم ولکن ارتفع ھذا الاسم فقط مع وجود الملک فیھم الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۳۹۔

یعنی (۱) پس مطلق نبوت بند نہیں ہوئی ہاں جو بند ہوئی ہے وہ صرف نبوت تشریعی ہے۔ پس اس کے بغیر کسی قسم شک کرنیکی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ پس آنحضرت صلعم کا یہ فرمانا کہ میرے بعد رسول نہ ہوگا یا نبی نہ ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد شارع رسول یا نبی نہ ہوگا۔

۲- یہ بات جان لو کہ مطلق نبوت آنحضرت صلعم کے بعد بند نہیں ہوئے ہاں جو بند ہوئی ہے وہ صرف نبوت تشریعی ہے۔ اور آنحضرت صلعم کا ہر قول کہ میرے بعد نبی یا رسول نہ ہوگا۔ اسکے یہ معنے ہیں کہ ایسا نبی نہ ہوگا۔ جو میرے بعد کوئی مخصوص شریعت لاویگا۔ پس آپ کا یہ قول اس حدیث کیطرح ہے کہ جب یہ (خسرو پرویز) کسرے ہلاک ہوگا۔ تو اسکے بعد دوسرا کسریٰ نہ ہوگا۔ اور جب یہ (ہرقل) قیصر روم ہلاک ہوگا۔ تو اسکے بعد دوسرا قیصر نہ ہوگا۔ اور کسرے اور قیصر ایران اور روم کے بادشاہ کو کہتے تھے۔ روم اور ایران کے بادشاہ ہمیشہ رہے۔ لیکن اس نام اور اس وجود کا قیصر اور کسریٰ نہ رہا۔

۵- علامہ زرقانی کا مذہب۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں

قد لا یکون النبی مستقلاً بل یاتی لتقویم شریعۃ نبی قبلہ (زرقانی) یعنی کوئی نبی مستقل نہ ہوگا۔ بلکہ نبی ہونگے نبی ماقبل کی شریعت کی قیام کی غرض کے لئے۔

۶- علامہ شیخ الاسلام کا مذہب۔ ونزول توریت کہ دردے علم ہر چیز است۔ دیوان انبیاء بنی اسرائیل داخل تحت شریعت ومحکوم بحکم نبوت دے حتیٰ عیسیٰ علیہما السلام۔ (شرح بخاری صفحہ ۱۸۲)

۷- علامہ شارح فتح الباری کا مذہب۔ وہ فرماتے ہیں۔ ولا یمتنع ان یتنبیٰ فی الفترۃ من یدعوا الیٰ شریعۃ الرسول الاخر

(فتح الباری) یعنی یہ بات منع نہیں ہے اگر ایام فترت میں کوئی نبی ہو کر دوسرے رسول کی شریعت کیطرف لوگوں کو دعوت دیتا رہے۔

۸۔ حضرت محمدؐ طاہر گجراتی کا مذہب۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا مذہب قولوا انہ خاتم الانبیاء و لا تقولوا لا نبی بعدہ درج کرکے آگے کہتا ہے وھذا ناظر الی نزول عیسیٰ وھذا ایضاً لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ (مجمع البحار تکملہ صـ۸۵) یعنی یہ حضرت عیسیٰ کے نزول کیطرف بھی اشارہ ہے۔ اور نیز یہ حدیث لا نبی بعدی کے خلاف نہیں۔ کیونکہ مراد یہ ہے کہ ایسا نبی نہ ہوگا۔ جو آنحضرت صلعم کی شریعت کو منسوخ قرار دے۔

۹۔ حضرت شاہ ولی اللہ مجدد دہلوی کا مذہب۔ آپ تفہیمات الہیہ کے تفہیم ۵۳ میں فرماتے ہیں۔ ختم بی النبیون ای لا یوجد من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس یعنی ختم بی النبیون سے یہ مراد ہے کہ کوئی ایسا نبی نہ ہوگا۔ جسکو خدا تعالیٰ مامور کرے ایک نئی شریعت کے ساتھ لوگوں کیطرف۔

۱۰۔ علامہ ملا علی قاری محدث مرقاۃ شرح مشکوۃ میں لو عاش ابراہیم لکان صدیقاً نبیاً کی شرح میں فرماتے ہیں۔ لو عاش ابراہیم وصار نبیا وکذا صار عمر نبیا لکانا من اتباعہ ...... فلا ینا قض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین۔ اذ المعنی انہ لا یاتی نبی بعدہ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ (الموضوعات کبیر صـ۵۸-۵۹) یعنی اگر حضرت ابراہیم ولد سیدنا حضرت محمدؐ رسول اللہ نبی ہوتے۔ اور اسی طرح اگر حضرت عمر علیہ السلام نبی ہوتے تو دونوں آنحضرت صلعم کے مطیع اور متبع نبی ہوتے۔ پس یہ امر اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کے منافی اور متناقض نہ ہوتا۔ اس حالت میں اسکے یہ معنے ہوتے۔ کہ

تحقیق ایسا کوئی نبی آنحضرت صلعم کے بعد نہ آویگا۔ جو آپ کے مذہب کو منسوخ کردے۔ اور خود بھی آنحضرت صلعم امتی نہو۔

۱۱۔ حضرت میرزا مظہر جانجانان شہید دہلوی کا مذہب۔ وہ فرماتے ہیں۔ ہیچ کمال غیراز نبوت بالاصالت ختم نگردیدہ ودر مبدار فیاض بخل و دریغ ممکن نیست۔ (مقامات مظہری ص۸۵) یعنی بجز نبوت بالاصالت یا نبوت مستقلہ کے جو بلا اتباع سیدنا محمد رسول اللہ ہو۔ کوئی کمال ختم نہیں ہوا یعنی نفس نبوت بند نہیں۔ کیونکہ اس مبداء فیاض میں بخل و دریغ جائز ہی نہیں۔

۱۲۔ سید عبد الکریم جیلانی کا مذہب۔ وہ اپنی کتاب الانسان الکامل باب ۳۶ میں فرماتے ہیں پس تشریعی نبوت کا حکم آنحضرت صلعم کے بعد منقطع ہو گیا۔ اور محمد صلعم خاتم النبیین ٹھہرے۔ (ص ۱۱۰)

پھر باب ۳۶ کے آخیر میں جلد ثانی کی صفحہ ۷۰ اسے ۷۲ تک بڑی تفصیل سے فرماتے ہیں۔ کہ ایک نبوت شریعت ہے ایک نبوت ولایت نبوت شریعت آنحضرت صلعم پر منقطع ہے۔ اور نبوت ولایت باقی ہے اکثر انبیاء علیہ السلام کی نبوت ولایت کی نبوت تھی۔ جیسے خضر علیہ السلام اور جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جبکہ دنیا میں نازل ہونگے۔ تو انکی نبوت شریعت کی نہوگی۔ اسی طرح انبیاء بنی اسرائیل میں اکثر رسول نہیں تھے بلکہ نبی تھے۔

۱۳۔ حضرت عبد الرحمن جامی شرح فصوص الحکم میں ص ۲۷۹ پر فرماتے ہیں۔ کل واحد من النبوۃ والرسالۃ فی نبینا محمد صلعم قد انقطعت کما قال صلعم لا نبی بعدی ملا نبی بعدہ مشرعا ای اتیا بالاحکام الشرعیۃ من غیر متابعۃ لنبی اخر قبلہ کموسی وعیسی ومحمد صلعم او مشرعا لہ ای متبعا لما شرعہ النبی المتقدم کانبیاء بنی اسرائیل

اذ کلھم کانوا داعین الی شریعۃ موسیٰ علیہ السلام ولا رسول وھو ای الرسول ھو المشرع ای الاتی بشریعۃ من غیر تبعیۃ لنبی اخر۔ یعنی نبوت اور رسالت ہمارے نبی سیدنا محمد صلعم پر منقطع ہو چکی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ لانبی بعدی پس آپ کے بعد صاحب شریعۃ رسول نہ ہوگا۔ یعنی ایسا شخص نہ آئیگا جو نئی شریعت کے احکام لاوے اور دوسرے شارع رسول کے اتباع سے باہر جو اس سے قبل ہوا۔ مثل حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کے اور سیدنا محمد رسول اللہ کے یا اسکے لئے شارع رسول ہو۔ یعنی جو نبی شارع اس سے قبل ہوا ہو اسکی شریعت کا متبع ہو۔ جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل حضرت موسیٰ شارع رسول کے شریعت کی طرف دعوت دیا کرتے تھے۔ وہ نہ ایسا رسول ہوگا۔ جو شارع ہو یعنی وہ نئی شریعت لانیوالا ہو۔ اور نبی ماقبل کے شریعت کا متبع نہ ہو۔

۱۴۔ مولانا مولوی عبدالحیٔ صاحب لکھنوی کا مذہب۔ آپ لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا کی تشریح میں وہی کچھ میں وہی کچھ فرماتی ہیں۔ جو ملا علی قاری نے تحریر کیا۔ اور صاف کہتے ہیں کہ ای لو عاش لکان من اتباعہ فلا ینا قض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ۔ دیکھو دافع الوسواس فی اثر ابن عباس

۱۵۔ مفسر روح المعانی کا مذہب۔ روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۳۲۶ میں فرماتے ہیں۔ قد یطلقون علی بعض الاولیاء انبیاء الاولیاء

۱۶۔ مولوی محمد قاسم دیوبندی بانی دیوبند کالج۔ اپنی کتاب تحذیر الناس میں فرماتے ہیں۔ آپ یعنی سیدنا حضرت محمد موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔ اور سوائے آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں۔ اور انکی نبوت آپکا فیض ہے۔ (ص ۱۴) آپ کے زمانہ میں اور بعد زمین پر آسمان پر کوئی نبی ہو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپکا ہی محتاج ہے۔ ص ۲۵

اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدانی نے عرض کیا تو...... اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی بھی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ نہ آویگا۔ صفحہ ۲۸۔

اسی طرح سے مفسر تفسیر شاہی اور غایۃ البرہان نے بھی نبوت تشریعی کو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ پر منقطع قرار دیا ہے۔ اور نبوت غیر تشریعی کو باقی مانا ہے۔ حکیم محمد احسن امروہی بھی شرح مخصوص الحکم میں اسبات کو واضح کیا ہے۔ پس یہ کہنا صحیح نہیں کہ کلی انقطاع نبوت تمام امت کا اجماع ہے۔

فصل ششم

مولوی محمد علی اور اسکے رفقاء کا سابق مذہب

مولوی محمد علی اور آپ کے رفقاء یعنی خواجہ کمال الدین وکیل لاہور۔ مولوی غلام حسن خانصاحب سب رجسٹرار پشاور۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحبان سکنائے لاہور۔ اور مولوی محمد احسن صاحب امروہی یہ سب لوگ جو آج بالاتفاق حضرت میرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی کے بعض اور نفسانی اغراض کے ماتحت خلیفۃ المسیح اور مرکز قادیان سے منحرف ہو چکے ہیں۔ یہ کہتے رہتے ہیں آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی مدعی نبوت ہو۔ تو وہ کذاب و دجال ہے۔ خواہ غیر شارع۔ متبع قرآن اور امتی سیدنا محمد رسول اللہ ہی کیوں نہ کہلائے۔

ہم چاہتے ہیں کہ انہی حضرات کے تحریرات کے حوالہ سے بتادیں کہ یہ لوگ مارچ ١٩١٤ء سے پہلے غیر شارع اور امتی نبی کے آمد کے قائل رہے ہیں۔ اور انہی معنوں میں سیدنا حضرت غلام احمد علیہ السلام کو نبی اللہ کہتے رہے۔

١۔ مولوی محمد علی کا سابق مذہب دیکھنا ہو۔ ریویو آف ریلیجنز قادیان کا رسالہ جنوری ١٩٠٢ء سے فروری ١٩١٤ء تک مطالعہ کریں کہ آپ نے ٧٣ مضامین میں حضرت مسیح موعود کو نبی اور رسول اور آخری زمانہ کا نبی۔ دور آخر کا نبی اور پیغمبر آخر زماں فرمایا ہے۔ بالخصوص مارچ ١٩٠٧ء کا پرچہ قابل دید ہے۔ آپ نے ساری عمر میں انکو ناقص اور جزوی یا ١/٤٦ حصہ کا نبی نہیں کہا۔ پس آج یہ عذر سخت نامعقول ہے۔ کہ میرا دلیں ہی مدعا تھا۔

٢۔ خواجہ کمال الدین وکیل لاہور کا مذہب دیکھنا ہو۔ تو تبلیغ بحضور نظام نامی رسالہ ملاحظہ کرلیں جو انہوں نے سیدنا نورالدین اعظم خلیفۃ المسیح اول کیطرف سے نظام حیدرآباد دکن کو بطور دعوت احمدیت تحریر کیا ہے۔ اس میں کسقدر زور شور سے آنحضرت کو نبی اور رسول کہا ہے مگر ایک دفعہ بھی ناقص اور جزوی نبی نہیں کہا۔

٣۔ مولوی غلام حسن خانصاحب سب رجسٹرار پشاور کا مذہب دیکھنا ہو تو آپ کا ایک مباحثہ سید غلام حسن شاہ صاحب ہزاروی کے ساتھ اخبار بدر نمبر ٣ جلد ٧۔ مورخہ ٢٣۔ جنوری ١٩٠٨ء میں طبع شدہ موجود ہے جس میں آپ نے خاتم النبیین کے بعد نبی کی آمد کو تسلیم کیا ہے بلکہ خصم کو ساکت کن جواب اور دلائل دئے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ ثابت کیا ہے۔ اس مباحثہ کو ہم نے اخبار بدر سے لیکر رسالہ ہذا کے زیر عنوان خانصاحب مولوی غلام حسن خانصاحب پشاوری

کا سابقہ پہنچ ویٌ نقل کردیا ہے۔ ناظرین وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

۴۔ میرزا یعقوب بیگ از ڈاکٹر سید محمد حسین صاحبان کا اعلان پیغام مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء میں موجود ہے۔ جس کا عنوان ہے کیا ہم منافق ہیں۔ اور اس مضمون میں آپ حضرت غلام احمد علیہ السلام کے بارہ میں ذیل کا حلفیہ بیان شائع کرتے ہیں۔

ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ..... ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود مہدی علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کے ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔ اور آج آپکی مطابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ پھر پیغام صلح لاہور کے ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء میں کہتے ہیں۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالے کو جو دلوں کے بھید جاننیوالا ہے حاضر و ناظر جان کر علے الاعلان کہتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان کیا ہے۔ اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔

۵۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی کا مذہب دیکھنا ہو۔ تو ذرا رسالہ تشحیذ الاذہان نمبر ۱۰ سنہ ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۹۹ ملاحظہ کریں۔ اس میں ایک مضمون زیر عنوان ”امت محمدیہ میں نبوت“ ملیگا جن میں امور ذیل نہایت شرح سے ملیں گے۔

۱۔ نبوت غیر تشریعی۔ یہ نیا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ قدیم الایام سے چلا آتا ہے۔ اور اب تک شریعت اسلام میں ہے

اور قیامت تک رہیگا ۔ ؎۱

۲ ۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات ...... اس حدیث میں نفی اور اثبات کیساتھ نبوت مبشرات کی ثابت کیگئی ہے ۔ جس سے ثبوت قطعی طور پر ہو جاتا ہے ۔ ورنہ لا الہ الا اللہ میں ثبوت قطعی طور پر نہو سکے گا ۔ وہو باطل ۔ اول تو حدیث میں استثنا متصل موجود ہے ۔ جس کے لئے صرف اللہ کے حقیقی معنے استثنا متصل ہی کے ہوا کرتے ہیں ۔ نہ منقطع کی اور ثانیاً یہ کہ مبشرات کی خبر جو دیجاویگی تو کیا جفر سے دیجاویگی ۔ یا رمل یا کہانت سے ۔ نعوذ باللہ منہ ؎۲

۳ ۔ نبوت جزوی ۔ پس مبشرات کی پیشگوئیاں واسطے تائید اسلام کے نبوت کے ذریعہ سے دیجاویگی ۔ اور یہی نبوت غیر تشریعی یا نبوت جزوی جو دوسرے لفظوں میں یوں کہو قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس نبوت جزوی مبشرات کو قطعی طور پر ثابت کر رہی ہیں ۔ مثلاً دیکھو ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الخ ؎۳ ۔

حاشیہ ؎۱ ۔ مولوی محمد علی کہتا ہے ۔ لا نبی بعدی کے یہ معنے ہیں کہ میرے بعد نبی کوئی بھی نہیں ۔ نہ تشریعی اور نہ غیر تشریعی ۔ النبوۃ فی الاسلام ص۱۱۴ پھر کہتا ہے ۔ نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں ۔ ص۱۱۵ پھر ص۱۱۶ پر قطعی انکار کیا ہے ۔ دونوں میں سے کون سچا ۔

؎۲ ۔ مولوی محمد علی النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۹۳ و ۱۹۴ پر اور پھر ۱۹۷ سے ۲۰۰ تک بڑی ناکام کوشش کی ہے ۔ کہ نبوت مبشرات اول تو نبوت ثابت نہو اور اگر یہ کوشش ناکام رہے تو صرف رویاء صالحہ مراد ہو سکے ۔ جو ہر ایک مومن میں موجود ہے ۔ اور $\frac{1}{46}$ حصہ نبوت ثابت ہو ۔ سوم اسکا نام نبوت نہیں بلکہ ولدیت کہا جائے ۔ چہارم اگر لاچار ماننا پڑے تو صرف نحوی نبوت مانی جاوے

۴۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد سب نبی جزوی نبی تھے ۔حضرت موسیٰؑ کے بعد جتنے انبیاء گذرے ہیں۔ وہ تمام اس نبوت مبشرات (یا نبوت جزوی یا نبوت غیر تشریعی) کے ساتھ ممتاز کئے گئے کیونکہ نبوت احکام۔ (یا نبوت تشریعی) کی نبی اسرائیل میں تورات پر ختم ہو گئی تھی۔ دیکھو آیت انا انزلنا التورات فیها هدی و نور یحکم بها النبیون الذین اسلموا للذین هادوا الخ

۵۔ قرآن کریم کے بعد بھی نبوت مبشرات باقی ہے

خلاصہ حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات) کا یہ ہے کہ نبوت احکام فرائض واجبات حلال وحرام وغیرہ کی باقی نہیں رہی ہے۔لیکن دین اسلام کے تائید کے لئے نبوت مبشرات کی قدیم الایام سے اب تک ضرور باقی ہے۔ آگے رہے منذرات انکی نبوت کو اس حدیث میں بدیں وجہ بیان نہیں کیا کہ ملہم جو منذرات بیان فرماتا ہی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳۔ (دونوں میں سے کون سچا۔)

۵۳ سید احسن امروہی کے نزدیک جونبی شائع نہیں وہ نبوت مبشرات یا نبوت غیر تشریعی یا نبوت جزوی رکھتا تھا۔ دیکھو آپ ایک ریویو آف ریلیجنز اردو جلد ۶ نمبر ۲ صفحہ ۹۱ پر زیر عنوان التبیان۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارہ میں فرماتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ کو نبوت جزوی ہوئی۔ تو آنحضرت صلعم کو خطاب ما ارسلناك الا رحمة للعالمین مرتب ہوا۔ پھر اسی مضمون زیر بحث میں حضرت موسیٰ کے بعد جسقدر نبی ہوے ان سبکو نبوت مبشرات کے ساتھ ممتاز فرماتے ہیں جسکو آپ دوسرے الفاظ میں جزوی نبوت کہتے ہیں۔ پس آپ کے نزدیک حضرت ہارون سلیمان یوشع داؤد سلیمان یحییٰ۔ ذکریا۔ حضرت عیسیٰؑ سب جزوی نبی تھے۔ دیکھو تشحیذ الاذہان جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۹۹۔۵۰۰ مگر مولوی محمد علی کو اسبات سے سخت انکار ہے (دونوں میں کون سچا)

وہ صرف مخالفین دین اسلام کے لئے ہوتے ہیں۔ اور دشمنوں اور اعداء کے لئے جو منذرات ہوتے ہیں۔ وہ مومنین کے لئے مبشرات میں داخل ہیں۔ اس لئے منذرات کا ذکر اس حدیث میں مندرج نہیں کیا گیا۔ ھذہ نکتۃ جلیلۃ لا یعقلھا الا العالمون۔

۶۔ سیاسی نبی نہ ہونگے۔ حدیث کانت بنی اسرائیل تسوسھم الانبیاء الخ۔ اس حدیث میں او لالفظ تسوسھم ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے بنی اسرائیل میں سیاست کرنیوالے نبی بھی گذرے ہیں۔ ..... ان الفاظ حدیث سے بقرینہ سیاق وسباق یہ معلوم ہوا۔ کہ میرے امت میں میرے بعد سیاست کرنیوالے نبی نہیں ہونگے۔ چنانچہ اس امت مرحومہ میں ایسا ہی کچھہ واقع ہوا۔ کہ کوئی سلطان اس امت میں نبی ہوکر نہیں گذرا یا مدعی نبوت کا نہوا .... نفی اس نبی کی ہے جو سلطان ہوکر آوے۔ نہ اس نبی کی جو ولایت کاملہ سے سرفراز ہوکر اس امت میں آوے۔ .... اس امت میں صاحب جبروت وسلطنت کوئی نبی نہیں گذرا۔ جسکی وحدت قہری ہوتی ہے بلکہ اولیاء صاحب ولایت ملہم ہوئے۔ حتیٰ کہ آخری خلیفہ بھی مثیل عیسیٰ ہوکر ہی آیا۔ جیساکہ حدیث صحیح میں اسکو نبی فرمایا گیا۔ جسکی وحدت ارادی ہے نہ قہری ہے۔

مولوی محمد احسن امروہی صاحب کی اس مضمون میں ایک لغزش ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں صاحب الہام نبی اور اولیاء ملہم اس امت میں کثرت سے واقع ہوئے گو انہوں نے کسی مصلحت سے دعوئی نبوت نہیں کیا۔ حالانکہ یہ درست نہیں اوّل تو حدیث شریف وارد ہے کہ سید نا محمد اور حضرت مسیح موعودؑ کے درمیان دوسرا نبی نہیں لیس بینی وبینہ نبی۔ دوم حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱ پر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

۷۔ تھری خلیفہ اور نبی دونوں کا ایک وقت میں ہونا۔ باوجود موجود ہونے نبی کے امت محمدیہ میں بھی کوئی خلیفہ ہوسکتا ہے جس کی ارادت قہری ہو۔ صہ ۳۳

۸۔ مسیح موعودؑ اور مہدی موعود نبی ہوگا۔ اگرچہ کوئی نبی خصوصاً مسیح موعودؑ خلیفہ آخری طاقت سیفی کے ساتھ آتا یا مہدی خونی کے ساتھ ہوتا۔ تو وہ اعتراض دفع نہ ہوتے۔ کیونکہ بصورت وحدت قہری کے نفاق کے طور پر بھی اکثر اشخاص کسی مذہب کے معتقد ظاہری ہو جاتے ہیں اس لئے مسیح موعودؑ خود بھی وحدت قہری کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا اور نہ مہدی صاحب جبروت کے ساتھ آیا۔ بلکہ وہ خود ہی مہدی ہے۔ اور خود ہی مسیح اور نبی ہے۔ صہ ۳۳

۹۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد جس قدر نبی ہوئے سب غیر شارع تھے مسئلہ نبوت تشریعی اور نبوت غیر تشریعی کا ہرگز ہرگز جدید مسئلہ نہیں۔ تمام قرآن مجید اور احادیث اسکی مثبت ہیں حضرت موسیٰؑ صاحب شریعت کے بعد جسقدر انبیاء ہوئے وہ غیر شارع ہی تھے۔ پھر دیکھو آیت یحکم بہا النبیون کی تفسیر کو اور ہمارے رسالہ ستہ ضروریہ وغیرہ کو صہ ۳۳

بقیہ حاشیہ صہ ۶۵ مجھ سے پہلے جسقدر لوگ گذرے ہیں وہ اس نام کے مستحق نہیں۔ اس خطاب کے واسطے صرف میں مخصوص کیا گیا ہوں جو کثرت نبی کے لئے شرط تھا۔ اللہ تعالیٰ کی مصلحت نے ان لوگوں کو اسکے حاصل کرنیسے روکا۔ سوم نبی کیواسطے دعویٰ لازمی ہے۔ جب تک دعوےٰ نہ کرے دوسرے اسکو کیونکر نبی کہہ سکتے ہیں۔ کسیکو نبی کہنا خدا کا کام ہے نہ کسی انسان کا۔ جسکو خدا نبی کہنے پر مجبور کرے۔ ہم اسکو کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ سید صاحب بھی اپنی کمزوری محسوس کرکے آگے یونہی کہتے ہیں۔ کہ یا اللہ تعالیٰ کیطرف سے انکو دعویٰ کا حکم نہ ملا پھر وہ کیونکر دعویٰ کرسکتے تھے۔ بخلاف مسیح موعود کے پھر اگر معاملہ یہی حق ہے۔ تو آپ نے انکو کیونکر نبی کہدیا۔ یہ غلطی ہے مولویصاحب کی مینے

۱۰۔ حضرت عیسیٰ موعود غیر شارع رسول ہونگے۔ پھر ہم دریافت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ تمہارے زعم کے موافق آوینگے۔ باوجودیکہ وہ نبی ہیں۔ لیکن بغیر تشریعی نبوت کے ہی آوینگے۔ کیونکہ نبوت سے معزول ہونا تو کہیں ثابت نہیں ہوسکتا۔ کہ وجیہہ فی الدنیا والآخرۃ موجود ہے۔ پھر بھی غیر تشریعی نبوت تو ثابت ہوگئی۔ فما ھو جوابکم نھو جوابنا۔ صـ۳۰

۱۱۔ مثلی و مثل الانبیاء من قبلی الخ۔ اس حدیث میں لفظ قبلی کا موجود ہے۔ جس سے بصراحت ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے انبیاء ما قبل میں سے ہر ایک نبی کی بعثت ختم ہوگئی۔ اب انہیں سے کوئی نبی نہیں آسکتا۔..... مابعد آنحضرت تائید دین اسلام کے لئے امتی نبی آتے رہینگے۔.......

.... اس حدیث اصح الصحاح کے خاتم النبیین کے معنے بھی جو بکسر تا قرأت آئی ہے۔ یہی ہیں۔ کہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے اب کوئی نبی بعد آنحضرت صلعم کے نہیں آسکتا۔ کیونکہ میں ان کا ختم کرنیوالا ہوں۔ بلکہ آپ کے فرمانبردار امت میں سے نبی آوینگے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من یطع اللہ والرسول الخ صـ۴۰

۱۲۔ انبیاء امت محمدیہ انبیاء امت موسویہ سے افضل ہونگے جو امتی نبی طفیلی ہو کر آوینگے۔ وہ انبیاء بنی اسرائیل سے بھی بڑھکر ہونگی کیونکہ جب علماء امت انبیاء کے مانند ہوئے تو انبیاء امت مرحومہ نبی اسرائیل کے انبیاء سے فضیلت میں بڑھکر ہونے چاہئیں صـ۴۲

۱۳۔ مولوی محمد علی صاحب کا ایک ٹریکٹ۔ بعنوان "مولانا مولوی سید احسن صاحب کی تازہ شہادت حضرت مسیح موعود کی نبوت کے

سوال پر شایع کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ مولانا سید محمد احسن صاحب کا وجود سب سے غنیمت ہے۔ جو شروع سے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ رہے ہیں۔ ان سے تحقیق کرو۔ ...... دیکھو اس بزرگ نے محض تقوٰے اللہ کو مد نظر رکھکر یہہ شہادت دی ہے۔ ہاں اگر اس قدر پر تمہارا اطمینان نہ ہو۔ تو اٹھو اس سے جاکر ملو۔ خط و کتابت کرو اور ذیل کے چند امور پر صاف صاف انکی شہادت لو" یہ مولویصاحب کی سفارش ہے۔ پس اب ہم آپ کو سید محمد احسن صاحب کی وہ شہادت سناتے ہیں۔ جسکو مولویصاحب نے پیش کیا ہے۔

۱۔ سید احسن حضرت صاحبؑ کو جزوی نبی یقین کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں۔

میں مرزا صاحبؑ کو مجدد و کامل اعتقاد کرتا ہوں۔ اور نبی جزوی بروزی۔ ظلی ضرور سمجھتا ہوں۔ ص۶۰

۲۔ سید احسن صاحب حضرت عیسیٰؑ وغیرہ کو بھی جزوی نبی مانتے ہیں۔ چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں" جن انبیاء کا ذکر بلفظ نبوت خواہ نبی مشرع (جیساکہ حضرت موسےٰؑ تھے) یا جزوی اور تابع نبی ہوں۔ جیساکہ حضرت عیسیٰؑ وغیرہ انکا انکار کرنا کفر ہے۔ جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس انکار سے قرآن مجید کا انکار آتا ہے۔ اور جن انبیاء کا قرآن مجید میں اسم نبوت ذکر نہیں ہے۔ اور منهم لم نقصص علیک میں داخل ہیں۔ ان پر مجملاً ایمان لانا ضرور ہے جیساکہ اٰمنت باللہ الخ اور نام بنام بغیر ثبوت قطعی کے نہیں چاہیے ص۶۰

یہ ہے مولوی سید احسن صاحب کی آخری شہادت جو ہمکو منظور ہے مگر میرا ایمان ہے کہ خود محمد علی اور اسکے گروہ کو منظور نہیں کیونکہ (۱) اگر آپکے نزدیک صرف مشرع نبی حضرت موسیٰؑ کا سا ہی کامل نبی ہے اور باقی انبیاء

نبی اسرائیل حضرت عیسیٰؑ وغیرہ جزوی اور تابع نبی ہیں۔ تو اسی اصول پر ہم بھی حضرت مسیح موعودؑ کو جزوی اور تابع مانتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو حضرت موسیٰؑ کیطرح مشرع ہونیکا ہرگز دعوےٰ نہ تہا۔ مگر کیا مولوی محمد علی اور اُسکے رفقاء باقی انبیاء نبی اسرائیل حضرت عیسیٰؑ وغیرہ کو جزوی نبی تسلیم کرنے کو طیار ہیں۔ ہرگز نہیں۔

۲۔ پھر سید احسن صاحب حضرت عیسےٰؑ وغیرہ جزوی انبیاء کے انکار کو بھی کفر کہتے ہیں۔ اور انکے انکار سے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج کہتے ہیں۔ ہمارا بھی حضرت مسیح موعودؑ کے منکران کے بارہ میں یہی عقیدہ ہے۔ کیونکہ بقول احسین وہ بھی جزوی نبی ہیں۔ پس کیا مولوی محمد علی اور اسکے رفقاء کو یہ فیصلہ منظور ہے۔ ہرگز نہیں۔

۳۔ اگر مولوی محمد علی صاحب کو یہ عذر ہو کہ حضرت عیسیٰؑ اگرچہ جزوی نبی ہیں۔ مگر اسکا ذکر قرآن کریم میں بلفظ نبوت آیا ہے۔ گر حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر قرآن کریم میں بلفظ نبوت موجود نہیں۔ تو اسکے بارہ میں ہم حضرت صاحب کا قول نقل کر دیتے ہیں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

۱۔ یہ کہنا کہ قرآن شریف میں مسیح موعودؑ کا کہیں ذکر نہیں یہ سراسر غلطی ہے۔

۲۔ مسیح موعودؑ کی نسبت پیشگوئی کھلے کھلے طور پر قرآن شریف میں ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ جو شخص غور اور ایماندار ی سے قرآن شریف کو پڑھیگا۔ اسپر ظاہر ہوگا۔

۳۔ اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں مسیح موعودؑ کا ذکر ہے اور یہی ثابت کرنا تہا۔

۴۔ پس مسیح موعودؑ کا آنا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔

۵۔ پس تعجب ہے اس قوم سے جو کہتی ہے کہ مسیح موعودؑ کا

قرآن شریف میں ذکر نہیں۔ (تتمہ حقیقت الوحی)

کیوں مولوی محمد علی صاحب کیا اب آپ کو یہ فیصلہ بھی منظور ہے یا نہیں۔ اور میرے نزدیک آپ کو ہرگز منظور نہیں۔ پس اب آپ اپنے گریبان میں غور کریں۔ کون قابل ملامت ہے۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

التماس ضروری

خدا تعالیٰ کا حمد اور شکر ہے کہ ہمنے اس رسالہ میں منکرین نبوت کا جو باب نبوت کو مسدود جانتے ہیں۔ انہی احادیث سے کامل رد کر دیا ہے۔ جن احادیث کو انہی تائید میں پیش کرتے ہیں اور یہی اپنی مدعا کے اثبات کے واسطے ہمنے احادیث ہی سے نبوت پیش کر دیا۔ کہ باب نبوت تا ابد کھلا ہے۔ اور حسب پیرا انکو نازتہا اسکا رد بھی کر دیا۔ اور بعض علما اسلام کے اقوال بھی اس تصدیق میں پیش کرئے ہیں۔ کہ صرف نبوت تشریعی بند ہے۔ اور غیر تشریعی یا نبوت مبشرات تا قیامت جاری ہے۔ اسقدر بحث تو سب علماؤں کے مقابلہ پر حجت ہے اور مولوی محمد علی صاحب اور انکے رفقاء کے واسطے اس سے زیادہ خود انکے سابقہ عقائد بھی پیش کر دیئے ہیں تا کہ فراموش کردہ خیالات سے انہی یاد تازہ کریں۔ وما علینا الا البلاغ وعلیہ الحساب۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خاکسار قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی۔ سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور۔ سرحد۔

باب دوم فصل ششم کے نمبر ۳ کا حاشیہ

خانصاحب مولوی غلام حسن خانصاحب پشاوری

کا

سابقہ عقیدہ

مولوی صاحب موصوف نے ایک دفعہ ایک شخص سید مولوی غلام حسن شاہصاحب ساکن خوشحالہ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ سے اپنے مکان پر حضرت مسیح موعودؑ کے نبی اللہ ہونے پر گفتگو برنگ مباحثہ کی تھی جسکا خلاصہ خاکسار نے اخبار بدر نمبر ۳ جلد ۷ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء میں شائع کیا تھا۔ یہاں یہ امر قابل یادداشت ہے کہ سید موصوف کہتے تھے کہ میں حضرت میرزا صاحبؑ کو مجدد تو مانتا ہوں۔ مگر میں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین کے بعد کسی شخص کو نبی اور رسول نہیں مان سکتا۔ اور مولوی صاحب موصوف نے حضرت صاحب کے نبی اللہ ہونے کو منوایا تھا۔ اس امر کا ایک گواہ سید مدثر شاہصاحب واعظ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہی ہے۔ کیونکہ وہی اس سید موصوف کو لایا تھا۔ اور اسی کا میہمان تھا۔ اور دوسرا گواہ خود وہ سید صاحب ہیں۔ جو اغلباً ابھی زندہ موجود ہیں۔

خاکسار اس گفتگو میں سے چند باتیں بطور شہادت درج ذیل کرتا ہے۔

سید صاحب سوال کرتے ہیں کہ مولانا مجھے حضرت میرزا صاحب پر حسن ظن ہے۔ صرف اپنے شک کو جو مجھے بروزی رسالت کے متعلق ہے وہ دور کرتا ہوں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک ہر قسم کی رسالت و نبوت حضرت مولانا و سیدنا محمد رسول اللہ صلعم پر ختم ہو چکی ہے اور امید کرتا ہوں کہ آپ انصاف سے کام لینگے

مولویصاحب۔ بہت خوب۔ قرآن نے ایسے شخص کو جسکو غیب سے اطلاع ملے یا الہام اور وحی ہو۔ اپنی اصطلاح میں رسول بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورۃ جن کی آیت میں۔ فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ یعنی اسکے پوشیدہ امور کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ مگر جسکو وہ چاہے اطلاع دیتا ہے۔ (رسولوں میں سے)

سید صاحب۔ میں اولیاء پر الہام کا قائل ہوں۔ مگر وحی انبیاء کو ہوتی ہے اور میں حضرت رسول اکرم صلعم کے بعد نزول وحی کا قائل نہیں ہوں۔

مولویصاحب۔ بہت اچھا تو الہام اور وحی میں قرآن کی رو سے کوئی فرق بتا سکتے ہیں۔

سید صاحب۔ قرآن کریم کے رو سے اگرچہ کوئی فرق نہیں بتا سکتا ہوں۔ مگر علماء نے بہت کتابوں میں فرق بیان کیا ہے۔

مولویصاحب۔ خیر ہمیں بہرحال دینی امور میں قرآن کریم کو سب سے زیادہ ترجیح دینی چاہیئے۔ کیونکہ کتاب اللہ ہے۔ اور اس کے آگے زید و بکر کا قول ہیچ ہے۔

سید صاحب۔ آپ کے اس بیان سے تو سب مجدد رسول ٹھہرے۔ تو اسمیں مرزا صاحب کی خصوصیت کیا باقی رہی۔

مولویصاحب۔ ہمیں کب انکار ہے کہ اور مجدد کمالات رسالت سے عاری تھے۔

سید صاحب۔ مولویصاحب آپنے ایک تمہید رکھکر گفتگو شروع کی اور میرزا صاحب کی رسالت کو ثابت کرنا چاہا ہے۔ مہربانی فرماکر ہمکو قرآن مجید سے کوئی صاف آیت بتادیں جس سے بلا تاویل ثابت ہو۔ کہ اسلام میں رسول آوینگے۔ اور اپنے کلام کو پایہ ثبوت تک پہنچاویں اور انصاف کو کام لاویں۔

مولویصاحب۔ ایسی صاف آیت بھی بتادیتے ہیں۔ اب آپ انصاف سے کام لیں۔ اور نور ایمان سے جواب دیں۔ وہ آیت یہ ہے یا بنی آدم اما یأتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی۔ سورہ اعراف ترجمہ۔ اے آدم کے فرزند جب تمہارے پاس تم میں سے رسول آوینگے وہ میری آیتیں تمکو پڑھکر سناوینگے۔

سید صاحب۔ اس آیت میں جو رسول مراد ہیں۔ وہ اسلام سے قبل کے رسول مراد ہیں۔

مولویصاحب۔ سید صاحب آپ قرآن کھولکر یہ موقع نکالکر دیکھیئے یہاں گذشتہ رسولوں کا کوئی قصہ نہیں۔ بلکہ سیاق وسباق صاف بتا رہا ہے کہ اصحاب رسول یہاں مخاطب ہیں اور رسول وہ رسول ہیں جو صحابہ کے بعد اسلام میں آنیوالے ہیں۔ یا تینکم کا لفظ خود ہمارے قول کا شاہد ہے۔

سید صاحب۔ اس آیت میں لفظ اما وارد ہے۔ اور وہ صرف شرط ہے۔ اور اسطرح پر آپ کے معنے ٹھیک نہیں بلکہ صحیح معنے

یوں ہوتے ہیں کہ اے آدم کے فرزندو اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آوے۔ تم پر ہماری آیتیں پڑھکر سنادیں۔ پس جب یہ جملہ شرطیہ ٹھہرا تو اسکا تحقق وقوع لازم نہیں اور یہاں ضرور کسی کا آنا ثابت نہیں ہوسکتا۔

مولوی صاحب۔ جو معنے ہمنے کئے ہیں۔ قرآن کریم کے رو سے بالکل ٹھیک ہیں۔ اور اما حرف شرط قرآن کریم نے تحقق وقوع پر اکثر جگہہ بیان کیا ہے۔ اگر وہاں آپ کے معنے لئے جاویں تو سراسر غلط ٹھہرتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ہی پارہ میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ سورۃ بقر۔ یہاں لفظ اما جو شرط ہے آیا ہے۔ اور تحقق وقوع پر آیا ہے۔ اور اُسکے صحیح معنے یوں ہوسکتے ہیں کہ جب آویگی میری طرف سے ہدایت۔ پس جس نے اس ہدایت کی تابعداری کی تو اُنپر نہ خوف ہے۔ اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آدمؑ کے بعد ہدایت اور رسول کس کثرت سے آئے۔

سید صاحب۔ اگر ہم تسلیم کریں کہ رسول کرام صلعم کے بعد رسول آئے تو جیسا اولوالعزم انبیاء کے وقت مین ہوتا ہے۔ اور مددگار رسول آئے تھے۔ جیسا حضرت ابراہیم کے وقت میں لوطؑ اور حضرت موسیٰؑ کیوقت میں ہارونؑ تو آنحضرت صلعم کیوقت میں کیوں بطور امداد رسول نہ ہوا۔

مولوی صاحب۔ اور انبیاء کو مددگار کی ضرورت تھی۔ اور انہوں نے مددگاروں کے لئے درخواست کی جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کی زبانی درخواست سورہ طٰہٰ میں مذکور ہے۔ رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی۔ واجعل لی وزیراً

من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری۔ ہارون کو وزیر مشیر گردانا۔ مگر حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم نے کوئی خواہش مددگاری کے لئے ظاہر نہ کی

مولویصاحب۔ آیت استخلاف پیش کرکے فرماتے ہین کہ خلفاء سے مراد رسل ہین۔

سید صاحب۔ نہیں آیت استخلاف میں جو خلفاء مذکور ہیں اس سے مراد عام سلاطین ہین۔

مولویصاحب۔ افسوس وعد اللہ الذین آمنوا منکم .... اولئک ھم الفاسقون۔ میں ان خلفاء کے لئے ایمان اور عمل صالح شرط قرار دیا ہے۔ اور ان خلفاء کا منکر کافر اور فاسق گردانا گیا ہے۔ اگر عوام سلاطین مراد ہیں۔ تو کیا واجد علیشاہ اور یزید جو سلاطین تھے ان کے منکر فاسق اور کافر تھے۔

ناظرین اس مضمون میں مولوی غلام حسن خانصاحب کے ذیل کی امور قابل یادداشت ہیں۔

۱۔ آیت فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول سورۂ جن رسول کی تعریف ہے۔ اور اصطلاح قرآن مین جس شخص کو اظہار علی الغیب بذریعہ وحی والہام ہو۔ وہ رسول ہے۔

۲۔ قرآن کریم کتاب اللہ کو سب سے زیادہ ترجیح دینی چاہئے کیونکہ کتاب اللہ اور اُس کے آگے زید وبکر کا قول ہیچ ہے

۳۔ دوسرے محمدؐ صرف کمالات رسالت رکھتے تھے۔

۴۔ یا بنی آدم اما یأتینکم رسل منکم الخ سے ثابت ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد

اس اُمت میں رسول آویں گے۔ آنحضرت سے ماقبل رسول ہرگز مراد نہیں ہیں۔

۵۔ اگرچہ بعض رسولوں کے ساتھہ مددگار رسول ہوئے ہیں۔ جیساکہ حضرت موسےؑ کے ساتھہ حضرت ہارونؑ۔ مگر وہ حضرت موسےؑ کی دعا اور درخواست پر اُن کو ملا۔ مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مددگار رسول کی ضرورت نہ تھی۔

۶۔ آیت استخلاف میں جو خلفاء موعود ہیں وہ رسل کے ہم معنے ہیں۔ اور اُن کے منکر کافر اور فاسق ہیں۔ فقط

تصحیح اغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۵	قیاصات	قیاسات
۵	۱۸	نہیں	ہیں
۱۳	۴	کیونکہ چہ	کیونکہ اگرچہ
۱۳	۷	عقیدہ	عقیدہ کے
۱۳	۱۴	مرواہ	رواہ
۲۰	۱۰	المہدی	عہدی
۲۱	۹	شبوۃ	نبوتہ
۲۸	۲۲	ہوتا	ہونا
۳۴	۲	امرسلت	ارسلتُ
۳۶	۱۱	ہوتا	ہوتا ہے
۳۸	۲	تفسیر اتقاق	تفسیر اتقان
۴۳	۳	ونہ	وانہ
۴۹	۱	تو ہونا ہے	تواتر ہونا ہے
۵۰	۱۷	حضرت محمدؐ	حضرت عمر
۵۰	۱۹	لکان محمدؐ	لکان عمر
״	״	حضرت محمدؐ	حضرت عمر
״	۲۰	حضرت محمدؐ	حضرت عمر
۵۳	۴	بعدی	بعدہ
״	۷	چھٹی	جہتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۴	۱۸	کرتے	دیتے
"	۱۹	صحاب	اصحاب
۵۵	۱	سارمیہ	ساریتہ
۵۷	۵	نیانی	لاینافی
"	۱۷	مکاناحق	فکاناتحت
۵۸	۲	صلعم	صلعم کا
"	۲۱	ملذ	فلا
۵۹	۱۳	تشرع	تشریح
"	۱۵	من الباء	من اتباعہ
"	۱۶	تلتہ	ملتہ
۶۰	۱۵	تعض	لغض
۶۲	۱	ہندو	عقیدہ
۶۲	۲۲	سللہ	مسئلہ
۶۳	۱۳	شراستقاموا	ثم استقاموا
۶۳	۲۲	ولدیت	ولایت
۶۳	۲۲	نحوی	لغوی

النبوۃ فی الالہام - اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی نبوت کا ثبوت حضور کے الہامات اور وحی ربانی سے دیا گیا ہے اور منکرین نبوت غیر مبائعین کے اعتراضات لکھکر اُنکی پوری تسلی کر دیگئی ہے اور تحقیقی جواب لکھے گئے ہیں - یہ رسالہ بھی قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کی تصنیف ہے - دفتر فاروق قادیان سے طلب کریں -

قیمت علاوہ محصولڈاک ۶ مر ہے